Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا واحد اخبار

Regd. No. L. 2595.

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

نور

ہر ماہ کی ۳ اور ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور معقول جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۲
" ششماہی " ۱۲
" سالانہ سرپرستوں " عـہ
" امراء " عـہ
" ممالک غیر سے معہ
۸ شلنگ

جلد ۲۴ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۳۵ء مطابق ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۵۴ھ | نمبر ۲

جماعت احمدیہ کیلئے نہایت ہی المناک حادثہ

جماعت احمدیہ کی ایک محبوب و محترم ہستی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر ایک احراری کے حملہ کی مزید تفصیلات

احراریوں کے خاص منصوبہ اور سازش کے ماتحت ۸ جولائی کو ایک ادنیٰ طبقہ کے غنڈے نے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر جو حملہ کیا اور اس المناک حادثہ کی وجہ سے جماعت احمدیہ میں جو بیحد جوش پایا جاتا ہے، اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں جن امور کی اطلاع اس وقت تک ہمیں پہنچ چکی ہے اور جو تفصیلات سننے میں آئی ہیں وہ احباب جماعت کے سامنے پیش کر دی جائیں۔

چونکہ اس [illegible] حملہ کا خطرہ کئی دنوں سے پیدا ہو چکا تھا [illegible] میں احراریوں کے بد ارادوں کے متعلق اطلاعات برابر پہنچ رہی تھیں اس لئے ایک طرف تو ہم نے اخبار "الفضل" ۱۸ جون میں ذمہ دار حکام کو توجہ دلانے کیلئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کا ذکر کر کے لکھا تھا کہ یہ شرارت محض اس لئے کی جا رہی ہے کہ عوام کو ان واجب الاحترام ہستیوں کے خلاف اشتعال دلایا جائے، جن کے پسینہ کی جگہ ہر احمدی اپنا خون پیش کرنا سعادت سمجھتا ہے اور اس طرح فساد پیدا کرنے کی راہ نکالی جائے جس کیلئے احراری [illegible] یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ احمدیوں [illegible] [illegible] جنرل پولیس [illegible] کہ احراریوں کی طرف سے [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جماعت کے [illegible] اور خواتین کو چھیڑ کر نقض امن پیدا کریں۔

آخر اس خطرہ نے واقعہ کی صورت اختیار کر لی، جس کے متعلق حسب ذیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفصیلات سننے میں آئی ہیں۔

سنا گیا ہے کہ کل دو بجے بعد دوپہر حملہ آور کو جس کا نام حنیفا ہے اور جو قادیان کے ایک تکیہ کے فقیر کا بیٹا ہے، عبد السلام احراری ولد ڈاکٹر عبد اللہ کے مکان پر دستک دیتے ہوئے دیکھا گیا، اور بیٹھک کا دروازہ کھلنے پر وہ اس کے اندر داخل ہو گیا، جہاں کچھ دیر تک وہ دونوں آپس میں باتیں کرتے رہے۔ اس کے بعد اڑھائی بجے سے لے کر وقوعہ کے وقت تک اسے مسجد خوجیاں اور ملا عبد اللہ احراری کی دکان اور مکان کے قریب لاٹھی لئے ہوئے دیکھا گیا، اور بعض نے اس کے منہ سے اس قسم کے فقرات بھی سُنے کہ جس کا میں انتظار کر رہا ہوں وہ نہیں گزرتا، آج میں مر جاؤنگا یا کسی کو مار دونگا، جسکی مجھے انتظار ہے، معلوم نہیں، آج وہ کہاں چلا گیا۔

اس وقت ملا عبد اللہ احراری کی دکان میں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے دیکھے گئے، ان میں سے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا، کہ کچھ پرواہ نہیں، جو کچھ ہوگا، خرچ کر دیا جائیگا۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ وقوعہ کے کچھ دیر پہلے ایک احراری رحمت اللہ کمہار موقعہ کے قریب دیکھا گیا، اور وقوعہ کے معاً بعد وہ مہر دین آتش باز کے گھر سے جو قریب ہی ہے، باہر کو جھانکتا ہوا نظر آیا، اس عرصہ میں جب کہ حملہ آور تاک میں کھڑا تھا، بعض اور احراری بھی اس سے باتیں کرتے ہوئے دیکھے گئے،

۴ بجے کے قریب جب وہاں سے حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب بائیسکل پر گزرے تو اس نے لاٹھی سے ان کے سر پر وار کیا، لیکن سائیکل کے آگے بڑھ جانے کی وجہ سے اس کا وار حضرت صاحبزادہ صاحب کے کولے پر پڑا، اس پر جب آپ سائیکل سے اُتر رہے تھے تو اس نے دوسرا وار پھر سر پر کیا حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنا سر بچانے کیلئے بایاں بازو آگے کیا اور اس طرح دوسری چوٹ اس بازو پر لگی اس کے بعد حملہ آور فوراً بھاگ کھڑا ہوا اور اس گلی میں گھس گیا جہاں ایک مکان میں احراری رہتے ہیں۔

حادثہ کے معاً بعد حضرت صاحبزادہ صاحب ایک منٹ کے اندر اندر پولیس چوکی میں تشریف لے گئے اور وہاں وقوعہ کی تحریری رپورٹ دی۔ ہیڈ انچارج صاحب چوکی حملہ آور کی تلاش میں نکلے لیکن وہ تا حال گرفتار نہیں ہو سکا۔

افواہاً سُنا گیا ہے کہ احراریوں نے وقوعہ کے بعد اسے ایک مکان میں رکھا جہاں اسے دودھ وغیرہ پلایا گیا، اور رات کو اسے دینا نگر روانہ کر دیا، تاکہ وہاں کے کسی ذمہ دار آدمی سے جو احراریوں کا ہمدرد بتایا جاتا ہے، یہ کہلایا جائے کہ وقوعہ کے وقت وہ قادیان میں موجود ہی نہ تھا بلکہ دینا نگر میں تھا۔

ایک افواہ یہ بھی سنی گئی ہے کہ اُسے مصنوعی زخم لگا کر یہ صورت بنانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس پر حملہ کیا گیا تھا۔ بہر حال اس وقت تک حملہ آور کے گرفتار ہونے کی کوئی اطلاع نہیں۔

یہ بھی سنا گیا ہے کہ وقوعہ کے بعد رات کو ایک ذمہ دار افسر کو مقامی پولیس افسر سے یہ کہتے ہوئے سنا گیا، کہ تم کن باتوں میں پڑے ہوئے ہو، ضرورت اس بات کی ہے کہ احمدیوں کو گرفتار کیا جائے، جہاں احمدیوں کا مجمع دیکھو، گرفتار کر لو، اس قسم کی افواہیں چونکہ بے چینی پیدا کرنے والی ہیں۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ ان کے متعلق تحقیقات کر کے پبلک کو مطمئن کرے۔

اس حادثہ کی خبر چونکہ ہر احمدی پر بجلی کی طرح گری اور مقامی جماعت میں بیحد غم و الم پیدا ہو گیا، اس لئے جماعت کے ذمہ دار اصحاب نے فوری طور پر یہ انتظام کیا کہ ہر محلہ کے احمدیوں کو صبر کرنے اور پُر امن رہنے کی تلقین کی گئی، اس کے بعد رات کو ایک جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں معززین جماعت نے احمدیوں کو پُر امن رہنے کی نصیحت کی، چونکہ جماعت میں قدرتی طور پر بے حد جوش تھا، اس لئے جلسہ کے انعقاد سے قبل جب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ڈی۔ ایس۔ پی کی خدمت میں رات کے نو اور دس بجے کے درمیان گئے، تو انہوں نے تسلی دی، اور کہا، آپ لوگوں کے جوش کو دبانے کی کوشش کریں اور انہیں کہیں کہ جلسہ سے فارغ ہو کر پُر امن اپنے گھروں کو چلے جائیں، ہم ہر طرح ملزم کو پکڑنے کی کوشش کریں گے، اس بات کا اعلان خانصاحب نے جلسہ میں کر دیا، چنانچہ لوگ خاموشی کے ساتھ گھروں کو چلے گئے، مگر پبلک نہایت بیتابی کے ساتھ پولیس کے وعدہ کے پورے ہونے کا انتظار کر رہی ہے۔ (الفضل)

مصنف کے فوٹو
امرت دھارا
امرت دھارا۔ لاہور

موتی سُرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے
ملنے کا پتہ۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہم تبلیغ میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں؟

مباحثات کا زمانہ تو گیا، میرا تو یہ خیال ہے کہ مناظرہ یا مباحثہ کبھی بھی اور کسی زمانہ میں بھی مفید نہیں ہوا، کیونکہ اس سے بجائے اس کے کہ مخالف قریب آئے اسے اور بھی چڑ ہو جاتی ہے، بلاشبہ میں نے سکھوں اور آریوں سے لاتعدادی مناظرے کئے ہونگے، اور ہر مناظرے میں اللہ نے مجھے نمایاں کامیابی بخشی، دور کیوں جاؤ آج سے غالباً دس سال قبل خاص قادیان میں پروفیسر گنگا سنگھ صاحب جو اس وقت سکھوں میں چوٹی کے مناظر اور سکھ مشنری کالج کے پرنسپل ہیں، ان کے ساتھ میرا مباحثہ ہوا، اسی روز مباحثہ سے چند گھنٹے قبل میرے گھر کو آگ سے صدمہ پہنچ چکا تھا اور میں ایک گونہ غم میں تھا، مگر دوستوں کا اصرار تھا کہ خواہ میں کسی حالت میں ہوں مجھے سکھوں سے مباحثہ کرنا چاہئے، میں اللہ پر توکل کر کے آمادہ ہو گیا، ان دنوں سکھوں کا سالانہ جلسہ تھا، اور ان کے بہترین وِدوان اور گیانی جمع تھے، سکھ مناظر جو بذات خود بہت لائق شخص تھا، اس کے ساتھ چار مددگار گیانی بھی تھے، مگر اس طرف محض خدا کا توکل تھا، مباحثہ چار گھنٹے سے بھی زیادہ دیر تک جاری رہا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا، اور سننے والوں نے سُنا، کہ خداوند قدوس نے کس طرح قدم قدم پر روح القدس سے میری مدد فرمائی اور کیسی فتح مبین بخشی، اپنے تو اپنے جس کا بیگانوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا، مجھے خوشی ہے کہ سکھوں نے اپنے کارکن کی قدر کی وہ اس وقت شرومنی کمیٹی کا ممبر اور سکھ مشنری کالج کا پرنسپل ہے، جو قوم ترقی کرنا چاہتی ہے اسے اپنے کارکنوں کی ضرور قدر کرنی چاہئے......

...... اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر ایک مناظرہ اور مباحثہ میں غیر معمولی کامیابی دی، اور اس سلسلہ میں بعض اوقات پانچ پانچ ہزار آدمیوں سے زیادہ نے میرا جلوس نکالا، مگر میں تجربہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ بلاشبہ مباحثہ اور مناظرہ تبلیغ کیلئے ایک طرح سے سم قاتل ہے اور میں نے اسے ترک کر دیا، باقی رہا لیکچر کا سوال، لیکچر مفید ہے اور بعض حالات میں غیر معمولی مفید ہے بشرطیکہ بعض امور کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

زبان میں فصاحت ہو اور اس کے ساتھ حلاوت مضمون میں تسلسل ہو، دلائل زبردست ہوں، طریق ایسا ہونا چاہئے، کہ اگر خطرناک سے خطرناک دشمن کو بھی مخاطب کرنا پڑے تو ایسے لہجہ میں کہ وہ بجائے دور ہونے کے قریب آ سکے، تمسخر آمیز لیکچر تبلیغ کے لئے ہلاہل ہے تبلیغی لیکچر دیتے وقت یا گفتگو کرتے وقت ہر آن آپ کے سامنے فرقان کریم کا یہ ارشاد رہنا چاہئے، ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ جادلھم بالتی ھی احسن۔ یعنی لوگوں کو عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کی طرف لاؤ اور ان کے ساتھ بحث بھی کرو تو ایسے طریقہ سے کہ وہ بہت ہی پسندیدہ ہو، جس موضوع پر آپ لیکچر دینا چاہیں پہلے اس کیلئے پوری پوری تیاری کریں، پھر اسے ترتیب دیں، لیکچر کی ترتیب سونے پر سہاگہ کا کام دیگی۔ آپ کی تقریر میں ایسی صراحت ہونی چاہئے، کہ معمولی سے معمولی انسان بھی اس سے خاطر خواہ مستفیض ہو سکے، جہاں تک ہو سکے اپنے لیکچر کو منطقی اور فلسفیانہ اصطلاحات سے بچائیں، گو اس سے لوگوں پر یہ تو ظاہر ہو جائے گا۔ کہ آپ منطقی اصطلاحات سے واقف ہیں، مگر نوّے فی صدی آپ کا لیکچر نہیں سمجھ سکیں گے، اور آپ کے لیکچر کا مطلب یقیناً فوت ہو جائے گا، جہاں آپ کو دوسرے کے جذبات سے اپیل کی ضرورت پڑے تو وہاں آپ کو اپنے جذبات پر پورا کنٹرول Control رکھنا چاہئے اگر آپ اپنے جذبات میں بہہ گئے، وقتی طور پر شاید آپ کو کچھ کامیابی ہو سکے، مگر نتیجہ کبھی آپ کے حق میں نہیں رہے گا، کیونکہ لیکچر کا تعلق عام طور پر دو باتوں سے ہے، دل اور دماغ سے، دل جذبات کا مرکز ہے، اور دماغ عقل کا، اگر آپ دل کو نظر انداز کر دیں گے اور دماغ سے کام لیں گے تو آپ ایک روکھے پھیکے منطقی اور فلاسفر ثابت ہوں گے، اس سے بڑھکر اور کچھ نہیں، اور اگر آپ دماغ سے قطع تعلق کر کے دل یا جذبات سے کام لیں گے، تو یقیناً آپ بالکل وارفتہ ہو جائیں گے، لہٰذا ایک ہی وقت میں دل اور دماغ سے کام لینا چاہئے، ہاں بعض جگہ دماغ سے زیادہ کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے، اور بعض جگہ دل سے مگر کسی وقت بھی ان دونوں میں سے کسی کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے، اگر آپ کسی کو بھی نظر انداز کر دیں گے، تو یقیناً آپ اپنے مقصد میں بہت بُری طرح فیل ہونگے

تبلیغ کو کامیاب بنانے کے لئے ایک اور چیز کی بھی اشد ضرورت ہے، جس کا پلڑا فصاحت و بلاغت، دلائل و علم سے بھی وزنی ہے۔ وہ ہے اخلاق۔ خلق سو تبلیغوں کی ایک تبلیغ ہے اور سو واعظوں کا ایک واعظ، اسے ایک مبلغ کو کسی حالت اور کسی صورت میں بھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے، کوئی سات آٹھ سال کی بات ہو گی کہ میں کوئٹہ جا رہا تھا، روہڑی سے جب گاڑی بدلی تو جس خانہ میں میں بیٹھا ہوا تھا، وہاں ایک معزز سکھ سردار بھی آ گئے، جگہ تنگ تھی، مگر میں اس مسافر کو جگہ دینے کیلئے کھڑا ہو گیا، میری دیکھا دیکھی دوسرے مسافروں نے بھی سرکنا شروع کیا، جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہم دونوں کے لئے خاطر خواہ جگہ نکل آئی، مگر اس بات کا سکھ سردار پر غیر معمولی اثر ہوا، اس نے میرا بہت شکریہ ادا کیا، جس کے جواب میں میں نے کہا کہ شری گرنتھ صاحب میں یہ لکھا ہے ؎

آپ گوائیے تاں شوہ پائیے اور کیسی چترائی

یعنی اپنے آپ پر تکلیف وارد کر کے ہی انسان دوسرے کو آرام پہنچا سکتا ہے، یہ شلوک سُنکر ان سردار صاحب پر اور بھی اچھا اثر پڑا، پھر تو میں نے شلوکوں کا تانتا باندھ دیا اور اس بات کا ان پر اتنا گہرا اثر ہوا، کہ جب کوئی بڑا اسٹیشن آتا تو وہ میرے لئے فروٹ اور کھانے کے واسطے اچھی اچھی چیزیں لے آتے، جن کی مجھے ضرورت نہیں تھی مگر ان کی خاطر کچھ نہ کچھ مجھے قبول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی کرنا پڑتا، انہوں نے مجھ پر زور دیا کہ میں کوئٹہ میں ان کے پاس ہی ٹھہروں، مگر میں نے شکریہ سے عذر کر دیا، کہ کوئٹہ میں میں نے تار دی ہوئی ہے اور میرے دوست سٹیشن پر موجود ہوں گے، جب میں کوئٹہ پہنچا تو میرے بھائی سٹیشن پر موجود تھے، اور کوئٹہ میں جب وہ سکھ سردار مجھ سے وداع ہوئے، تو انہوں نے نہایت محبّت سے ہاتھ باندھ کر مجھے سلام کیا اور میرے دوستوں نے بتلایا کہ یہ سکھ سردار غالباً گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں اور کوئٹہ میں بڑی بھاری جائداد کے مالک ہیں، جس کی ماہوار آمد سینکڑوں نہیں ہزاروں ہی اب بتلایئے، ایک منٹ کیلئے کھڑے ہونے سے میرا کیا ہرج ہو گیا، مگر اس سکھ سردار پر کتنا اچھا اثر پڑا، قریباً کوئی آٹھ سال کی بات ہو گی، کہ مجھے لائل پور میں لیکچر کے لئے جانا پڑا، اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو میر قاسم علی صاحب، مفتی محمد صادق صاحب اور حافظ روشن علی صاحب مرحوم بھی ساتھ تھے، میرا لیکچر سکھ مذہب پر تھا لیکچر کے بعد سکھوں نے مباحثہ کی خواہش کی، رات کو آٹھ سے بارہ تک مباحثہ قرار پایا، جب میں مباحثہ کے لئے جلسہ گاہ میں پہنچا تو حاضری کسی صورت میں سات ہزار سے کم نہ تھی، جن میں بیشتر حصہ سکھوں کا تھا اور وہ بھی لاٹھیوں اور کرپانوں سے آراستہ، اور چہرے بدلے ہوئے، آدھ گھنٹہ کی پہلی ٹرن میری تھی، جب میں اپنی تقریر کے بعد بیٹھا، تو سکھوں کے مناظر صاحب کھڑے ہوئے، اور سب سے پہلے الفاظ ان کے یہ تھے، کہ جو کچھ احمدی مناظر نے کہا ہے قطع نظر اس کے کہ مجھے اس سے اتفاق ہے یا نہیں، مگر جس احترام کے ساتھ انہوں نے ہمارے گورو صاحبان کا نام لیا ہے وہ اس قابل ہے، کہ ہم بھی اس کی پیروی کریں، چار گھنٹے تک مباحثہ نہایت خوش اسلوبی سے جاری رہا، کیا مجال کہ ایک سیکنڈ کیلئے بھی بدمزگی پیدا ہوئی ہو، لہٰذا تبلیغی لیکچروں میں ایک بات خصوصیت سے یاد رکھیں وہ یہ کہ دوسرے کے بزرگ کا نام احترام سے لیں، کیونکہ اگر آپ دوسرے کے بزرگ کا نام عزت سے لیں گے تو وہ بھی آپ کے بزرگ کی عزت کریگا اور ویسے آپکو قدم قدم پر دوسرے کے*

*جذبات کا احساس ہونا چاہئے، اس سے آپ کا مخالف بجائے دور ہونے کے قریب آسکے گا اور تبلیغ کا اہم مقصد بھی یہی ہے *

شذرات

مولوی ظفر علیخاں اپنے والد ماجد کو کیا سمجھتے ہیں؟ مُسلمان یا کافر؟

مولوی ظفر علی صاحب مالک روزنامہ "زمیندار" آج کل جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس پیشوا اور امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت اور توہین و تذلیل پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور نہ صرف انہیں کافر سمجھتے ہیں بلکہ ہر اس شخص کو جو انہیں مسلمان سمجھے کافر ٹھہرانے پر تلے ہوئے ہیں ذیل میں ہم مولوی صاحب ممدوح کے والد ماجد مولوی سراج الدین صاحب مرحوم بانی "زمیندار" کی وہ رائے نقل کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر "زمیندار" میں لکھی اور اس میں صاف طور پر انہیں "پکا مسلمان" قرار دیا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے، اس وقت آپکی عمر ۲۲۔۲۳ سال کی ہو گی، اور ہم چشمدید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح بزرگ تھے، کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا، عوام سے کم ملتے تھے ۱۸۷۷ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی، ان دنوں میں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اسقدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بہت کم گفتگو کرتے تھے، مسیح موعود یا کرشن اوتار ہونے کے دعاوی جو آپ نے کئے ان کو ہم ایسا ہی خیال کرتے ہیں، جیسا کہ منصورؒ کا دعویٰ انا الحق کا تھا، گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہ ہوتی مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے"

ہمارا سوال ہے کہ اس رائے کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولوی ظفر علی خاں اپنے والد ماجد کو کیا سمجھتے ہیں، مسلمان یا کافر؟ کیا وہ اس کا جواب دینے کی جرأت کریں گے؟ (ماخوذ)

سکھ مسلم دوستی کے لئے ایک مشورہ

پروفیسر پریتم سنگھ لکھتے ہیں:۔ سکھ مسلم تنازعہ کے حسن و قبح پر رائے زنی کئے بنا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مستقبل میں ہمیشہ کے لئے دو فرقوں کے درمیان محبت اور پریم بڑھانے کا ایک سنہری موقعہ تھا، لیکن افسوس کہ اس سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا، اب سوال یہ ہے کہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان کس طرح دوستانہ تعلقات بحال کئے جا سکتے ہیں مجھے معاف فرمایا جائے اگر میں یہ تجویز پیش کروں کہ سکھوں کو مسلمانوں کی تلافی کرنی چاہئے، اور وہ اس طرح کہ سکھوں سے چندہ جمع کر کے لاہور میں کسی موزوں مقام پر سکھوں کے شایان شان مسجد بنوا دینی چاہئے، اس قسم کا فیاضانہ اقدام دونوں قوموں کے درمیان فوراً دوستانہ تعلقات پیدا کر دے گا، مجھے امید ہے کہ سکھ مسجد فنڈ میں فیاضی سے چندہ دیں گے۔

مُسلمانوں کی رواداری

شیر پنجاب اپنے ۲۳ رجون کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ "پچھلے دنوں راولپنڈی میں سکھوں کا ایک نہایت شاندار جلسہ ہوا، اور جب سکھوں کا جلوس نکلا تو مسلمانوں کی طرف سے ایک نہایت عالی شان دروازہ جلوس کیلئے راجہ بازار میں بنا ہوا نذر کیا گیا، جس میں بجلی کے بلب روشن تھے، اس دروازہ کے ساتھ ہی مسلمانوں کی طرف سے شربت اور ٹھنڈے پانی کی سبیل بھی تھی"

مجھے مسلمانوں کی طرف سے رواداری کی مثال معلوم کر کے بیحد خوشی ہوئی، مسلمانوں کو ہر جگہ ایسا ہی کرنا چاہئے اگر اس کے بالمقابل ہندو دوست بھی اپنی ذمہ داری کو پہچانیں اور وہ تعزیوں میں مسلمانوں کیلئے سبیل وغیرہ لگانا تو الگ رہا ان کے جلوس کو امن و امان سے گزر جانے دیا کریں تو آج ہی ہندوستان کے بھلے دن آسکتے ہیں اور یہ تیرہ خاکدان ہندوستان جنت نشان بن سکتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اذان اور سکھ

جہاں تک میں نے غور کیا ہے، سکھ مذہب رواداری کا حامل ہے، مگر مجھے تعجب ہے، کہ بعض اوقات سکھ صاحبان اپنے مذہب کی اس خصوصیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں خصوصاً اذان کے معاملہ میں، حال ہی میں میں نے یہ پڑھا ہے کہ موضع بندیلہ تحصیل زیرہ کے چند سکھوں نے ایک بوڑھے مسلمان کو اس لئے قتل کر دیا کہ اذان کے معاملہ میں حملہ آور اس سے عداوت رکھتے تھے، یہ کسقدر تنگ ظرفی کی مثال ہے، ایک ہمسایہ کو قتل کیا جاتا ہے جو چور نہیں ڈاکو نہیں فسادی نہیں زانی نہیں، محض اس لئے کہ وہ خدا کی عبادت کیلئے لوگوں کو بلاتا اور باواز بلند یہ کہتا ہے کہ خدا سب سے بڑا ہے، صرف اس پاداش میں اور اس گناہ میں، جہاں ہماری رواداری کا یہ عالم ہو کہ ہم اسلئے دوسرے پر قاتلانہ حملہ کریں بلکہ اسے قتل کر دیں کہ وہ اللہ کا نام بلند کرتا ہے، کیا ایسے ملک کی بدقسمتی میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے اور یہ ذہنیت اس قابل ہے کہ اس پر جس قدر بھی نفرت کا اظہار کیا جائے کم، اور ایسا ملک جتنی دیر بھی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا رہے تھوڑا ہے۔

سمجھدار سکھوں سے اپیل

میں اس موقعہ پر ذی فہم سکھوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدا کیلئے اپنے ہم مذہب بھائیوں کو سمجھا کر اپنے مذہب کو بدنامی سے بچائیں، سکھ مذہب اپنے اندر رواداری کی تعلیم رکھتا ہے، شری گرنتھ صاحب کا یہ ارشاد ہے سے

اول اللہ نور اپایا قدرت دے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

جس مذہب کی یہ روادارانہ تعلیم ہو اور پھر اس مذہب کے پیروؤں کی طرف سے اور تو اور اذان کے متعلق اس تنگ دلی کا اظہار ہو، تعجب! پھر شری گرنتھ صاحب میں یہ لکھا ہے کہ سے

کبیر سپنے ہوں بڑ ائیکے جیہہ مکھ نکسے رام
تاں کے پگ کی پاہنی میرے تن کو چام

یعنی اگر خواب میں بھی کسی کی زبان سے اللہ کا نام نکلے اور اگر اس شخص کے پاؤں کی جوتیاں میرے چمڑے سے بنائی جائیں تو یہ میری عین خوش قسمتی ہو گی، پھر یہ کس قدر تعجب کی جا ہے کہ اس مذہب کے پیرو اذان سے نہ صرف چڑیں ہی بلکہ اذان کہنے والوں کو موت کے گھاٹ اتارنے سے بھی دریغ نہ کریں، اذان کوئی گالی نہیں، کوئی بم کا گولہ نہیں، خدا کی تعریف اور اس کی عبادت کی طرف بلاوا ہے اور بس۔

اذان کیا ہے؟

میں اس موقعہ پر سمجھدار سکھوں کے سامنے اذان کا ٹھیٹھ پنجابی ترجمہ رکھتا ہوں، سکھ صاحبان ذرا از راہ انصاف اس پر توجہ کریں۔

"کرتار سب تھوں وڈا ہے، میں گواہی دیناں ہاں کہ پرماتما تھیں بناں اور کوئی پوجنے یوگ نہیں، میں گواہی دیناں ہاں کہ شری بھگت گورو محمد جی مہاراج ست کرتار دے بھیجے ہوئے ہن، بھگوان دی بھگتی واسطے آؤ، آؤ سپھلتا پاؤ، کرتار سب تھیں وڈا ہے، اس واہگورو تھیں بناں ہور کوئی پوجنے یوگ نہیں، پراتا کال (صبح) دی بانگ دے ویلے آؤ، سپھلتا پاؤ، تھیں بعد جو شبھ شبد اچارن کیتے جاندے ہن، اوہناں دے ارتھ ایہہ ہن، ایشور دی بھگتی نیند نالوں چنگی اے۔"

اب میں انصاف کے نام پر سمجھدار سکھ طبقہ سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ خود ہی سوچیں کہ اس میں کون سی بری بات ہے، جس کی بنا پر دیہات میں رہنے والے مسلمانوں کا سکھوں نے قافیہ تنگ کیا ہوا ہے، لہٰذا اس موقعہ پہ سمجھدار سکھوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اس بری ذہنیت سے نکالکر سکھ مذہب کو بدنامی سے بچائیں۔

ہندو اور مسلمان

عام طور پر ہندو قوم جو میدان ترقی میں گوئے سبقت لے جا رہی ہے، اس کی تہ میں ایک بات ہے وہ یہ کہ ہندو قوم میں قوم پروری کا مادہ بہت ہے، لاہور میں ایک چھوٹی سی سوسائٹی ہے جس کا نام ہندو سٹوڈنٹ کیر ٹیکر سوسائٹی ہے، جو ہر سال ہندو طالب علموں کو نہایت وسعت قلبی سے وظیفے دیکر مختلف علوم سے ماہر کرواتی ہے، اس سال اس سوسائٹی نے ۵۶ وظائف عہ۲۰ و عہ۱۵ و عہ۱۰ کے دینے منظور کئے ہیں اور پھر لطف یہ ہے، کہ ان وظائف کا روپیہ کبھی واپس نہیں لیا جائے گا۔ اور یہ تو ایک سوسائٹی کا حال ہے اور ہندوؤں میں کئی ایک سوسائٹیاں ہیں، کیا مسلمان بھی کسی ایسی سوسائٹی کے وجود کا پتہ دے سکتے ہیں جب نہیں تو پھر مسلمانوں کو یہ گلہ کیوں ہو کہ مسلمانوں کی ترقی کی رفتار سست ہے۔ قدرت کسی کا لحاظ نہیں کرتی، خدا بھی انہی کی مدد کرتا ہے، جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں یہ نہیں کہ مسلمانوں کے پاس روپیہ نہیں روپیہ ہے مگر محل پر استعمال کرنے کا وقوف نہیں، دریا دلی پر آئینگے تو لاکھوں لٹا دینگے، کنجوسی پر آئیں گے تو پھوٹی کوڑی کے روادار نہ ہوں گے، لہٰذا مسلمان بھی اگر یہ چاہتے ہیں کہ وہ دنیوی ترقی میں اپنی ہمسایہ قوم کے دوش بدوش چل سکیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ بھی قوم پروری کا گر سیکھیں۔

لارڈ ہیڈلے کی وفات

مرحوم لارڈ ہیڈلے اسلام کے لئے اپنے پہلو میں ایک خاص درد رکھتے تھے، آپ جس کرہ ہوائی میں پیدا ہوئے وہاں اسلام کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا مگر جب آپ پر سچائی کھل گئی تو آپ نے حملہ کرنے والوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صداقت اسلام کا بلند بانگ سے اظہار کیا اور اپنے اہل ملک کو بھی اسلام کی دعوت دیتے رہے، بلاشبہ آپ کی وفات ایک ناقابل تلافی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقصان ہے جس کا ہر ایک بہی خواہ ملت کو احساس ہے، دعا ہے کہ اللہ کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

بدھوں اور ہندوؤں کا ملاپ

پانچویں برما پراونشل ہندو سبھا میں سات ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو کہ برمی بدھ عورتوں اور ہندوؤں میں شادیاں قانونی طور پر جائز قرار دئے جانے کے لئے کارروائی کریگی، تاکہ ان شادیوں سے جو بچے پیدا ہوں وہ جائداد کے حقدار ہوں۔"

بدھوں اور ہندوؤں کے تمدن، ان کی کتاب، ان کی روحانیت وغیرہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسلئے یہ ملاپ مضبوط قدموں پر نہیں کہا جا سکتا ہاں ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ ہندوستان میں رہنے والی اچھوت اقوام کی طرف اپنا ہاتھ بڑھائیں، ایسا کرنے میں جہاں ایک طرف اچھوتوں کا ادھار ہوگا وہاں دوسری جانب ہندوؤں اور اچھوتوں میں اتحاد کی داغ بیل پڑ سکے گی، اور پھر ہندوؤں کیلئے مشکل بھی نہیں اور اس صورت میں کہ جب ہندوؤں کا یہ دعویٰ ہے کہ اچھوت ہندو ہی ہیں، اور یہ دعویٰ تب ہی عملی جامہ پہن سکتا ہے اگر ہندو اس قسم کا ہاتھ اچھوتوں کی طرف بڑھائیں ورنہ بدوں عملی قدم اٹھانے کے اچھوتوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کچھ معنی نہیں رکھتا۔

پھلواڑی کا مہاپرش نمبر

گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد جو لٹریری خدمت بجا لا رہے ہیں وہ ہر طرح قابل تعریف ہے، ماہ جون میں آپ نے اپنے مشہور رسالہ پھلواڑی کا "مہاپرش نمبر" نکالا ہے جس میں قریباً ۱۲۵ صفحہ کا ریڈنگ میٹر ہے یہ رسالہ گورمکھی میں ہے اور اس میں قریباً مختلف ہادیان مذاہب کی تعلیم اور ان کے اصلاحی کام پر مضامین درج ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات کا خاکسار ایڈیٹر نور کی جانب سے ایک مضمون اس رسالہ میں درج ہے، مختلف مذاہب اور سوسائٹیوں کے لیڈروں اور ہادیوں کی تعلیم کو ایک جگہ جمع کر کے بلا شبہ ایڈیٹر صاحب پھلواڑی ایک بڑی بھاری خدمت بجا لائے ہیں، اس رسالہ کو اگر مشترکہ پلیٹ فارم کہا جائے تو عین مناسب ہوگا، اس میں متعدد رنگین اور سادہ بلاک کی فوٹو درج ہیں، جس نے اس ادبی رسالہ کی شان کو اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں، کاغذ اور چھپائی نہایت اعلیٰ، قیمت بڑھیا ایڈیشن ایک روپیہ (عہ) سستا ایڈیشن بارہ آنے (۱۲/) محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ: مینیجر صاحب رسالہ پھلواڑی بیرون لوہاری دروازہ لاہور Lahore.

بے اصولاپن کی نادر مثال

۲۸ جون کا پرتاپ لکھتا ہے کہ آج "احسان" میں دو عجیب و غریب خبریں شائع ہوئی ہیں، ایک میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے مقدمہ کا ذکر ہے، اس مقدمہ میں قادیانیوں کی طرف سے ڈاکٹر کچلو پیروی کر رہے ہیں، نامہ نگار نے لکھا ہے کہ "ڈاکٹر سیف الدین کچلو کے مرزائیوں کی طرف سے پیش ہونے پر نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے"

دوسری خبر میں مجلس میلاد نبیؐ کے انعقاد کا ذکر ہے اور درج ہے کہ مہاراجہ گوالیار نے یکم تاریخ سے بارہ تک اس خوشی میں غربا میں کھانا تقسیم کیا، جلسہ کا انتظام انکی طرف سے کیا گیا، ہندو مسلم سکھ عیسائی سب جلسے میں اکٹھے تھے تعجب ہے! جس ملک میں ایک تہوار اس قدر باہمی دلداری سے منایا جائے، وہاں ایک وکیل سے محض اس لئے نفرت کا اظہار کیا جائے، کہ فریق مخالف کے عقائد مختلف ہیں، ڈاکٹر کچلو نے اب تک ہزاروں سکھوں ہندوؤں اور عیسائیوں کے مقدموں کی پیروی کی ہوگی، اسی مقدمہ میں نفرت کہاں سے آگئی"

پہلے خود عمل کیجئے!

۳۰ جون کا آریہ مسافر لکھتا ہے کہ "تمام ہندوستان کو ناگری حروف اختیار کرنے چاہئیں" مگر لوگوں کو یہ نصیحت کرنے والا خود اپنی اخبار کو اردو حروف میں شائع کر رہا ہے اگر اس کے نزدیک ناگری حروف ایسے ہی ضروری اور علم فہم ہیں تو انہیں فوراً اپنے اخبار کو ناگری حروف میں کر دینا چاہئے اس کے بعد انہیں خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ پبلک میں کونسے حروف یا زبان مقبول ہے، ایسے لوگوں کی مثال واقعی تعجب انگیز ہے کہ وہ جن حروف یا زبان کے ذریعہ اپنی روزی کما رہے ہیں اسی زبان یا حروف کا برا چاہ رہے ہیں۔

وید اور آریہ سماج

۳۰ جون کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "ویدوں کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم (فرض اولی) ہے" اب دکیتی گت روپ (انفرادی حیثیت) سے یدی (اگر) یہ جانچ پڑتال کی جائے، تو لاکھوں آریہ سماجی بھائیوں سے جو آریہ سبھا سد (ممبر) ہونے کا دعوے کرتے ہیں اور ویدوں کا جھنڈا دنیا بھر میں لہرانے کا من لبھاؤنا سوپن (دلچسپ خواب) دیکھا کرتے ہیں، کتنے بھائی ایسے ہیں جو "ویدوں کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا" اپنا پرم دھرم سمجھتے ہیں۔ اور اس دھرم کو پالن کرنے کیلئے یتھار تھ روپ میں (حسب توفیق) کچھ پریتن (سعی) بھی کرتے ہیں تو سب کی لجیا (شرم) سے گردن جھک جائے گی۔

ایک وقت تھا جب کہ آریہ سماج ڈنکے کی چوٹ یہ کہتا تھا کہ ویدوں کا جھنڈا مکہ اور مدینہ میں لہرائیگا، مگر حقیقت یہ ہے کہ ہزاروں میں سے شاید ایک آدھ آریہ ہی ایسا ہو، جس نے ویدوں کا پڑھنا پڑھانا تو الگ رہا شکل ہی دیکھی ہو، اگر کسی نے پنجابی کی اس مشہور ضرب المثل "دیکھیا نہ بھالا صدقے گئی خالہ" کو عملی رنگ میں دیکھنا ہو تو وہ ویدوں کے معاملہ میں آریہ سماج کو دیکھ لے۔

چلتی پھرتی سودیشی میز

۱۶ جون کا شیر پنجاب شری مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سفرنامہ کے ضمن میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ "ہم طلائی کرسیوں پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مقابلے میں بیٹھ گئے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ اپنے ہوادار میں جس کو آدمی اپنے کندھوں پر لئے کھڑے تھے بیٹھے رہے اور پانچ منٹ کے بعد کھانا تیار ہوگیا، رنجیت سنگھ نے میز کا کام ایک آدمی سے لیا جو پشت ان کی طرف کر کے جھک گیا اور اس کی پیٹھ کی سطح ان کے فرش کے ہموار ہوگئی ایک تھال جس میں مختلف قسم کے قلئے، چاول، مٹھائی اور دودھ تھا، اس آدمی کے کندھوں پر رکھ دیا گیا، اور مہاراج نے کھانا اچھی رغبت سے تناول کرنا شروع کیا" اس سودیشی میز کے سہولت سے مہیا ہوجانے میں تو کلام نہیں ہاں اگر اس سودیشی میز کو کھانسی یا چھینک آجاتی تو نتیجہ صاف ظاہر تھا

کانگریس اور تحریک شدھی

کانگریسی لیڈر مسٹر ستیہ مورتی نے حال ہی میں اپنی ایک تقریر میں کہا ہے، کہ "کانگرس نے تحریک داخلہ منادر اور ہریجن ملتوی کردی ہے، اس لئے کٹر ہندوؤں (سناتنیوں) کو اب کانگرس میں شامل ہوتے ہوئے کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہونی چاہیئے"

بات معقول ہے، کانگریس ایک سیاسی جماعت ہے اسے مذہبی معاملات سے کیا سروکار، اور اگر کانگرس واقعی ہریجن یعنی اچھوت کہلانے والوں کی ہمدرد ہے تو اسے اس معاملہ میں مسلمان مشنریوں کی مدد کرنی چاہیئے کیونکہ حقیقی معنوں میں اگر کوئی قوم یا مذہب ہریجنوں کو جذب کرسکتا ہے اور انہیں مساوات دے سکتا ہے تو وہ اسلام ہی ہے، دیگر ہیچ، کیونکہ عمل اور تجربہ اس کا بہترین شاہد ہے۔

قرآن مجید پر سوامی دیانند کی ایک اعتراض کا مہاتما ہنسراج کی طرف سے جواب

سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں فرقان حمید کی "الحمد للہ رب العالمین" کی آیت پر یہ اعتراض کیا ہے "یہ بھی اچھا خدا ہے جو اپنی تعریف آپ ہی کرتا ہے"

اس کے متعلق مہاتما ہنسراج مشہور آریہ سماجی لیڈر ۱۳ر مارچ کے پرکاش میں یہ بیان کرتے ہیں کہ لالہ چتن من اور پنڈت گوردت کے دل میں آریہ سماج کیلئے پریم (محبت) بھاؤ (اثر) تھا، انہوں نے جاننا چاہا کہ میرا عقیدہ آریہ سماج کے متعلق کیا ہے اور مجھ سے یہ سوال کیا کہ "جب وید ایشور کی طرف سے ہیں تو رگوید کے پہلے منتر میں پرماتما کیوں کہتے ہیں کہ میں پرماتما کی استتی (تعریف) کرتا ہوں" میں نے یہ جواب دیا کہ "اس منتر کے ذریعہ پرماتما جنوں (لوگوں) کو ہدایت کرتے ہیں، کہ "تم اس طرح کیا کرو، اور اس طرح پرارتھنا (دعا) کیا کرو" جواب معقول اور اس تعلیم کی موجودگی میں فرقان حمید پر اعتراض بے فائدہ ہے۔ سوامی دیانند نے قرآن کریم پر جس قدر بھی اعتراضات کئے ہیں ان سب کا جواب ویدوں میں اسی طرح موجود ہے، ان اعتراضوں کو پڑھ کر تو یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ اعتراض سوامی دیانند کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی طرف سے ہیں، جو ویدوں کو نہیں جانتا تھا، اور اس پر اگر کچھ غور سے کام لیا جائے تو معاملہ بالکل صاف ہوجاتا ہے، کیونکہ سوامی جی کے وقت میں فرقان حمید کا کوئی ہندی ترجمہ نہیں ہوا تھا، اور سوامی جی اردو جانتے نہ تھے، پھر اعتراض کے کیا معنی۔

پھر مسلمانوں سے الجھنے کی کیا معنی؟

پروفیسر رام دیو گورنر کنیا گوروکل ڈیرہ دون ۳۱ر مارچ کے پرکاش میں لکھتے ہیں کہ "ایک دن رات کے وقت بات چیت کے سلسلہ میں سردار صاحب (پروفیسر رام دیو کے والد ان سردار صاحب کے ٹیوٹر تھے) نے پنڈت گوردت جی سے پوچھا کہ "برہد آرنی اپنشد میں لکھا ہے کہ گربھ وتی استری (حاملہ عورت) اکشن کا بھکشن کرے اکشن کا ارتھ ہے بیل، لہٰذا اپنشدوں میں مانس بھکشن کا ودھان ہے (اجازت) اور اوجیا (ضروری) ہی پراچین (قدیمی) آریہ گائے کا مانس کھاتے تھے" پنڈت جی نے اس بات کا کیا جواب دیا، مجھے یاد نہیں، لیکن اتنا مجھے ضرور یاد ہے، کہ پنڈت جی اس وقت اٹھ کر بیٹھ گئے اور سردار صاحب کے ترک (اعتراض) کا کھنڈن (رد) شروع کیا، سردار صاحب کا بھی ویدک ساہتیا میں اچھا پرویش (دخل) تھا، اس لئے خوب گہری چرچا چل پڑی۔......

...... گیارہ بجے سردار صاحب نے پنڈت جی سے کہا، پنڈت جی آپ بیمار ہیں، آپ کے لئے زیادہ دیر جاگنا اچت (اچھا) نہیں، اتنی دیر آپ کو جگائے رکھکر میں نے اچھا نہیں کیا، اس لئے اب آرام کیجئے پھر کل یہی چرچا کریں گے"

اس سے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ پنڈت گوردت جی نے اس اعتراض کا کیا جواب دیا، اور وہ جواب کہاں تک معقولیت پر مبنی تھا، مجھے خوشی ہوگی اگر اس وقت پنڈت رام دیو یا کوئی اور آریہ سماجی عالم اس اعتراض کا کوئی معقول جواب دے سکیں۔

ایک کروڑپتی یورپین نرس

راک فیلو امریکہ کا ایک مشہور کروڑپتی شخص ہے اس نے معمولی مزدور کی حیثیت سے ترقی کر کے دولت جمع کی ہے، اولاد نرینہ نہ ہونے سے لڑکی کو تمام روپیہ ملا ہے چنانچہ اس کی وارثہ جو بے اندازہ دولت کی مالک ہے آج ایک معمولی نرس کے طور پر اپنی خوشی، خواہش اور مرضی سے ایک ہسپتال میں کام کر رہی ہے

کہاں ہیں ہندوستان کی امیرزادیاں جو اس کے مقابلہ میں ذرہ برابر کی دولت ملنے پر بلکہ پانی بھی اپنے ہاتھ سے پینا عیب سمجھتی ہیں اور اپنے دین کے اسلامی اصولوں کی سادگی اور عجز و انکسار کو فراموش کر کے غرور و تکبر کے ساتویں آسمان پر پہنچ جاتی ہیں، اس نصاریٰ رئیسہ کی طرف نگاہ کریں، کہ بہترین تربیت کی وجہ سے وہ خدمت خلق کا جذبہ اپنے اندر موجود رکھتی ہے۔ دولت نے اسے اندھا نہیں کیا۔ وہ خدمت خلق میں اپنے دل کا چین اور آسائش محسوس کرتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوردوارہ شہید گنج اور ہندو اخبارات

گوردوارہ شہید گنج کے متصل ایک مسجد بھی ہے مسلمانوں کی یہ قدرتی خواہش ہے کہ یہ مسجد قائم رہنی چاہئے، کیا بلحاظ اس کے کہ وہ آثار قدیمہ میں سے ہے اور کیا بلحاظ اس کے کہ وہ ایک مقدس معبد ہے، اور مسلمانوں کے اس معقول مطالبہ کے حق میں اور تو اور خود آریہ اخبار بھی ہیں، چنانچہ ۸ جولائی کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "سکھوں کا یہ تو حق ہے کہ اپنے گوردوارہ کی عمارت کو جیسے چاہیں رکھیں لیکن یہ ان کیلئے واجب نہیں کہ مسلمانوں کی مسجد کو مسمار کریں"۔ مذہبی معاملات میں ہمیں رواداری سے کام لینا چاہئے، اس لئے میں مسلمانوں اور سکھوں دونوں سے درخواست کرونگا کہ اس جھگڑے کو آپس میں آرام سے بیٹھکر نپٹائیں، ایسا نہ ہو کہ یہ جھگڑا ہمارے مستقبل کو تلخ کردے۔

ایک قابل قدر مثال

خانصاحب میر ولایت حسین بی اے جو سپرنٹنڈنٹ دفتر علی گڑھ کانفرنس کے عہدہ سے یکم جون کو سبکدوش ہوئے ہیں، اس بناء پر عملہ کانفرنس نے میر صاحب کو ۳۰ جون ۵ بجے شام کے وقت رخصتی پارٹی دینے کا اہتمام کیا، اس میں سپرنٹنڈنٹ موصوف کی جس خوبی نے میرے دل پر اثر کیا وہ یہ ہے کہ اگرچہ وہ قاعدہ کے لحاظ سے سیکنڈ کلاس میں سفر کرسکتے تھے، مگر میر صاحب کا یہ طریق رہا کہ وہ عموماً تھرڈ کلاس اور کبھی کبھی بضرورت انٹر کلاس میں سفر کرتے رہے، اور یہی کرایہ انہوں نے دفتر سے لیا

مسلمانوں کی موجودہ اقتصادی حالت جس قدر کمزور ہے وہ آج کسی تشریح کی محتاج نہیں، قرضہ اور غریبی تو بیچارے مسلمانوں کی گھٹی میں پڑی ہے اگر وہ اپنے کاروبار میں اور عام ضروریات زندگی میں جہانتک ہوسکے کفایت شعاری سے کام لیں تو میرا خیال ہے کہ مسلمانوں کی مالی حالت بہت جلد سدھر سکتی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل معاف۔
منیجر

عقیدۂ ختم نبوت احمدیہ جماعت کا جزو ایمان ہے

آج کل احراری اخبارات اور لیڈر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ کے متعلق پبلک میں یہ غلط فہمی پھیلا رہے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے تھے، ذیل میں حضرت اقدس کے کلام میں سے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں، جن سے اس ناپاک پروپیگنڈے کی حقیقت ظاہر ہوجاتی ہے، طالبان حق غور فرمائیں کہ ختم نبوت کے جو معنے احراری اور دیوبندی وغیرہ علما کرتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے شایان ہیں یا جو معنے حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت کرتی ہے وہ حضورؐ کی شان برتر کے لائق ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

۱۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے اور اسی طرح وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور آپ پر نبوت ختم ہوگئی، یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی، جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کردے، ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے مراد یہ ہے، کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہوگئے، یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی، وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کردئے گئے اور اس طرح پر آپ طبعاً خاتم النبیین ٹھہرے، اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہوگئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے، یہ ہم پر افترائے عظیم ہے، ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی وہ نہیں مانتے، ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو سمجھتے ہی نہیں ہیں، انہوں نے صرف باپ دادا سے صرف ایک لفظ سنا ہوا ہے، اور اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں، وہ نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت ایسے طور پر کھول دی ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں، جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔

دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں، جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر اس کا کمال ہوجاتا ہے، جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے، اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر کمالات نبوت ختم ہوگئے، جو یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہوگئی، ...... انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضائل اور کمالات کا کوئی علم ان کو نہیں ہے، باوجود اس کمزوری فہم اور کمی علم کے ہمیں الزام دیتے ہیں کہ ہم ختم نبوت سے منکر ہیں۔ میں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور ان پر کیا افسوس کروں اگر ان کی یہ حالت نہ ہوگئی ہوتی، اور وہ حقیقت اسلام سے بکلی دور نہ جا پڑے ہوتے تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی"

(تقریر حضرت مسیح موعود مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۱۷؍ مارچ ۱۹۰۵ء)

۲۔ جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا ...... وہ خاتم الانبیاء بنے، مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے، بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ (الہام) کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا، اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں، ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کیلئے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے، بند رہنا گوارا نہیں کیا، ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کیلئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے، اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو، سو ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا، لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے، ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے، کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی، مگر ظلّی نبوت جس کے معنے ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی "۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۷ و ۲۸)

۳۔ افسوس کہ حال کے نادان مسلمان نے اپنے نبی مکرم کی کچھ قدر نہیں کی، اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی، وہ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف، گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کیلئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت سکھانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالےٰ اس امت کو یہ دُعا سکھلاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھائی گئی "۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۱۰۰)

۴۔ " اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا، یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا، یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے، اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی "۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۹۷)

۵۔ افسوس ان لوگوں پر جو اس امت کو ایک مُردہ امت خیال کرتے ہیں، ان کے نزدیک یہ بڑے گناہ کی بات ہے کہ کوئی یہ دعویٰ کرے کہ مجھ پر مسیح ابن مریم کی طرح وحی نازل ہوتی ہے، ان کے نزدیک ایسا شخص کافر ہے کیونکہ قیامت تک خدا کے مکالمہ و مخاطبہ کا دروازہ بند ہے۔ تعجب ہے یہ لوگ اس قدر تو مانتے ہیں کہ اب بھی خدا سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا، مگر یہ نہیں مانتے کہ اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا، حالانکہ اگر وہ اس زمانہ میں بولتا نہیں تو پھر اس کے سننے پر بھی کوئی دلیل نہیں، خدا تعالیٰ کی صفات کو معطل کرنے والے سخت بد قسمت لوگ ہیں، اور در حقیقت یہ لوگ اسلام کے دشمن ہیں، ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے نبوت ہی باطل ہوتی ہے، کیا ہم ختم نبوت کے یہ معنے کر سکتے ہیں، کہ وہ تمام برکات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملنے چاہئیں، وہ سب بند ہو گئے اور اب خدا تعالےٰ کے مکالمہ و مخاطبہ کی خواہش کرنا لاحاصل ہے کیا یہ لوگ بتلا سکتے ہیں کہ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا کیا فائدہ ہوا۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں بجز گزشتہ قصوں کے اور کچھ نہیں، ان کا مذہب مردہ ہے اور معرفت الٰہی کا دروازہ ان پر بند ہے، مگر اسلام زندہ مذہب ہے اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں مسلمانوں کو سورہ فاتحہ میں گذشتہ نبیوں کا وارث ٹھہراتا ہے اور دعا سکھاتا ہے کہ جو پہلے نبیوں کو نعمتیں دی گئی تھیں وہ طلب کریں مگر جس کے ہاتھ میں صرف قصے ہیں وہ کیونکر وارث کہلا سکتا ہے، افسوس ان لوگوں پر کہ ان کے آگے تمام برکات کا چشمہ کھولا گیا، مگر یہ نہیں چاہتے کہ ایک گھونٹ بھی اس میں سے پئیں "۔ (چشمہ مسیحی ص۶۷ و ۶۸)

۶۔ بالآخر میں پھر عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میرا عقیدہ ہے اور وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جسقدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں، اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں اور جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے نزدیک کمالات ہیں، کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں ہے، اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے، خود اسکی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر کہتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا، وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائیگا، میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں۔ تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا "۔ (کرامات الصادقین ص۲۵)

ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان (پنجاب)

اقوالِ زرّین

۱۔ عبادت میں دل کی حفاظت کرو، غصہ میں ہاتھ کی حفاظت کرو، عقل میں زبان کی اور دستر خوان پر پیٹ کی حفاظت کرو۔

۲۔ دیکھ۔ دوست سے احتیاط سے بول۔ تیری ذرا سی سخت کلامی اس کے شیشۂ دل کو توڑنے کیلئے کافی ہے

۳۔ تیری زندگی ایک سنگریزے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی، لیکن محبت نے اس کو جلا دے کر ایک گوہر نایاب بنا دیا۔

۴۔ مصیبت کے وقت چار باتوں کا امتحان از خود ہو جاتا ہے۔ صبر، ایمان، دولت اور عورت کا۔

۵۔ خوبصورت مگر بے وفا دوست سے ایک بدصورت مگر وفادار کتا بہتر ہے۔

۶۔ دوست کو مصیبت میں دیکھکر اپنی تمام تر طاقت اس کے قدموں میں ڈال دے۔

۷۔ جو گناہ کی کمائی کرتا ہے، خون کے گھونٹ پیتا ہے۔

۸۔ نیکی، دولت اور علم تھوڑا تھوڑا کرنے سے ہی جمع ہوتے ہیں۔

۹۔ بیکار آدمی کا دماغ شیطان کا کارخانہ ہوتا ہے۔

۱۰۔ وقت کی قدر کرو، ضائع ہونے کے بعد اس کا دوبارہ ہاتھ آنا مشکل ہے۔

۱۱۔ جب تمہارا غنیم تم سے مشورہ لے تو اس کو سچی رائے دو، کیونکہ جب اس نے تم سے مشورہ لیا تو وہ تمہارا دوست ہو گیا اور پھر اسکی دوستی کے حقوق واجب ہو گئے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشت خوری

ہندو شاستروں نے منش ماتر کو تین شرینیوں (جماعتوں) میں منقسم کیا ہے۔

(۱) ستوگنی (۲) رجوگنی (۳) تموگنی

ستوگن پردھان پرش جس کا سوبھاؤ شانت ہو ہمیشہ پرسن (خوش) رہے۔ وشے (لذات نفسانی) جسے تنگ نہ کریں۔ اس کا من شدھ رہے جیسے چاند کی چاندنی وہ ستوگن پردھان پرش ہے۔

رجوگن پردھان پرش جس کے سوبھاؤ میں چنتا رہے تھوڑی تھوڑی سی بات پر جو دکھی ہو جائے۔ وشے بھوگ (حظوظ نفسانی) پر جس کا چت مائل ہو، اور وشی بھوت ہو وہ رجوگن پردھان پرش ہے۔

تموگن پردھان پرش لوبھ اور موہ کے وشے بلوان ہوں، ستیہ استیہ کی اسے پرواہ نہ ہو، کام کرودھ اور ہنکار بھی پردھان ہوں۔ ودیا (علم) سے جسے محبت نہ ہو اور طبیعت فتنہ و فساد کی طرف جس کی ہمیشہ راغب رہے اسے تموگن پردھان پرش کہتے ہیں۔

لکھشن (۱) ستیہ استیہ کے وچار کرنا، سچ بولنا۔ جتندری (جس نے نفس پر قابو پا لیا ہو) رہنا۔ پرمیشور کا بھجن رکھنا۔ لوگ کا ابھیاس کرنا، نیکیہ بھگتی کرنا، اور من زیج لہم سے پوتر رہنا۔ یہ اُتم ساتوک پرش کے لکھشن ہیں۔ ایسے لکھشن جس میں ہوں وہ ستوگنی ہے۔

(۲) وشے باسنا میں رچی رکھنا، بے صبری، جلد بازی چنتا اتر رہنا، مگر پرمیشور کا بھجن کرنا، اور دھرم کا بھی خیال رکھنا، راگ اور دویش (محبت اور نفرت) کے کیچڑ میں پھنسنا، ودوان مگر معمولی عقلمند مگر معمولی اپنے لیش (شہرت) کی بھوک، خوشامد پر خوش ہونا، پاپ اور پن دونوں کرنا۔ آدک یہ لکھشن ہیں رجوگنی پرش کے،

(۳) اگیانی، ہنکاری، کرودھی، سوارتھی (خود غرض) دھیرج سے کورا (بالکل بے صبر) بے رحم۔ دان، دکھشنا کا پیسہ کھا کر پرسن ہونے والا، بھیک لیکر پرسن ہونیوالا بے شرم، عادی مجرم، بہت زیادہ سونے والا، بہت زیادہ کھانے والا، بہت زیادہ وشئی یہ لکھشن ہیں تموگنی پرش کے۔

ظاہر ہے کہ یہ تینوں گنوں والے منش (آدمی) عام طور پر پیدائشی ہوتے ہیں۔ ان میں ودیا اور سنگت (صحبت) کے اثرات اور معافق و ناموافق اچھے یا برے حالات سے تبدیلی ممکن ہے، مگر بعض حالتوں میں نہیں، جیسی جس کی پرکرتی (فطرت) بن گئی ہے، ویسی ہی رہتی ہر نیک آدمیوں، رشیوں، پیغمبروں کے گھر میں پیدا ہوکر اور ان کی صحبت میں رہ کر بھی کئی لوگ دشٹ کے دشٹ ہی رہے۔ معمولی اوگن تو صحبت، گیان، اور حالات سے چھٹ سکتے ہیں، مگر جن کی فطرت ہی بری ہو ان پر صحبت اور گیان کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا، اسادھ روگ (لاعلاج امراض) کا جس طرح لائق سے لائق وید، حکیم یا ڈاکٹر بھی علاج نہیں کر سکتا، اسی طرح سخت بری پرکرتی کے سوبھاؤ میں بھی اچھے سے اچھا گورو تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا۔ اور نہ سنگت یا حالات کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر ان کے دل و دماغ کی رچنا میں کوئی تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہو تو ان کے سوبھاؤ میں بھی تبدیلی ممکن ہے بعض صورتوں میں نیک فطرت لوگ برے آدمیوں میں رہ کر بھی نیک رہتے ہیں۔ اور بد فطرت لوگ نیکوں میں رہ کر بھی بد رہتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اچھے سوبھاؤ والے لوگ بروں کی صحبت میں رہ کر برے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ اچھے آدمیوں کی صحبت میں آتے ہی نیک ضرور بن جاتے ہیں۔ المختصر معمولی "سائیکولاجیکل" نقائص تو رفع ہو جاتے ہیں لیکن پیدائشی بد فطرت لوگ کبھی نیک نہیں بنتے، بعض لوگ فطرتاً چور اور بد دیانت ہوتے ہیں۔ وہ چوری کرتے وقت بے بس ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے آپ پر بالکل قابو نہیں پا سکتے، جیل میں ایک عادی چور قیدی ایک سپیشل قیدی کا باورچی تھا، جب اُسے چوری کے مرض کا دورہ ہوتا تو چونکہ وہ کوئی چیز چرا کر باہر نہ لیجا سکتا تھا، اس لئے ادھر اُدھر دیکھ کر نہایت سرعت کے ساتھ دو مٹھی چاولوں کی باہر پھینک دیتا، اس گناہ میں اسے کوئی فائدہ نہیں تھا نہ لذت، لیکن وہ اپنی فطرت سے مجبور تھا، وہ بڑا خاندانی شخص تھا، اس کا باپ امرتسر میں ایک متمول تاجر تھا وہ تعلیم یافتہ اور دانا شخص تھا لیکن چوری سے باز نہ رہ سکتا تھا، اس نے اپنی جوانی دس بیس روپے کے مال کی متعدد بار چوری کے باعث جیل کی نذر کر دی وہ پچھتاتا تھا، لیکن جب اُسے داؤ لگتا کبھی نہ گنواتا، اور خوف سزا سے بے فکر بے اختیار چوری کر لیتا، یہی دماغی حالت باقی جرائم کے مجرموں کی بھی ہے۔

خوراک کا اثر سوبھاؤ پر ظاہر ہے کہ خوراک کا اثر سوبھاؤ پر نہیں پڑتا کیونکہ اچھے برے دونو قسم کے لوگ گوشت خوروں اور غیر گوشت خوروں میں بکثرت موجود ہیں۔ مگر ہندو شاستر کاروں نے خوراک کو تین اقسام پر منقسم کیا ہے۔ ستوگنی، رجوگنی، اور تموگنی۔

ستوگنی ستوگنی ــــ گائے کا دودھ و مکھن چاول، شہد، جو، مونگ، سبز پتوں والی سبزیاں، اور وہ پھل جن کی تاثیر گرم نہیں وغیرہ وغیرہ

رجوگنی گندم، باجرہ، سونٹھ، نخود، بھینس کا دودھ مولی، گاجر، شلغم، خربوزہ گھی، ماش وغیرہ۔

تموگنی گوشت، مچھلی، انڈا، پیاز، لہسن، گرم مصالحہ وغیرہ وغیرہ۔

ان اصحاب کا خیال ہے کہ اس خوراک سے منشوں کے خیالات، ان کے سوبھاؤ، اور عادتوں پر بھی اثر پڑتا ہے جیسی کوئی خوراک کھائے گا، ویسی ہی اس کی طبیعت ہو جائے گی، ویسے ہی اس کے کرم (اعمال) ہوں گے اور ویسا ہی اس کا سوبھاؤ بن جائے گا، اگر اس تھیوری میں کوئی صداقت ہوتی۔ تو گائے کا دودھ پینے والے جسمانی اعتبار سے نہ سہی، دماغی اعتبار سے بیل تو ہوگئے ہوتے ان کی عادات، عقل، وغیرہ بیلوں کی سی ہوتی، کیونکہ ہندوستان میں کتنے ہی لوگ ایسے ہیں، جو گائے کے دودھ پر ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گزارہ کرتے ہیں بھینس کا دودھ پینے والے بھینسے اور بکری کا دودھ پینے والے بکرے بن جاتے۔ کیونکہ گائے کے بچھڑے، بھینس کے کٹڑے اور بکری کے بزغالے جو خوراک جوان ہونے تک کھاتے ہیں وہی یہاں بچے، جوان اور بوڑھے شب و روز استعمال کرتے ہیں۔ گائے کا دودھ اگر منش کو ستوگنی پردھان پرش بنا دیتا ہے تو گائے تو ستوگن کی کان ہوتی، اور بیل ستوگنی مہارشی ٹھہرتا۔ پکے ہوئے اور ابلے ہوئے چاول اگر ستوگنی سوبھاؤ کا کارن ہیں۔ تو سبز دھان کے کھیت چر جانے والے سور بڑے ستوگنی پردھان پرش مہاتما اور ان کا سوبھاؤ منشوں سے بہتر ہوتا، اگر درختوں کی چھال، جڑیں، کند مول پھل اور شہد سے سچ مچ کھانے والے سوبھاؤ ستوگن بن سکتا، تو ریچھ اور بندر ستوگن پردھان پرش ہوتے، اور منش ان سے دیوتاؤں کی سی عادت سیکھتے، بھیڑ، بکری، خرگوش وغیرہ جانور فطرتاً بزدل اور مسکین ہوتے ہیں، ان کا دودھ پینے والے بچے بھی ان جیسے ہی ہوتے ہیں، شیر تمام عمر ان کے گوشت پر پلتا ہے، شیر کے ناخن سے لے کر سر کے آخری بال تک جو کچھ ہے، انہی ڈرپوک جانوروں کے خون اور گوشت سے بنا ہے۔ مگر کیا شیر بھی کبھی بکری کا سا حلیم، بزدل، اور ڈرپوک بن گیا ہے؟ بیان کیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں جانور کا گوشت کھانے سے کام بہت اتپت ہوتا ہے۔ لیکن یہ بات تو مکھن، دودھ اور کئی اناجوں اور پھلوں کے متعلق بھی کہی جاتی ہے یہاں بھی فطرت پردھان نظر آئے گی۔ مثلاً چڑیا کام اگنی میں زیادتی کے لئے مشہور ہے۔ لیکن اس کی خوراک معمولی دانہ دنکا ہے، سور اور سورنی میں شہوت بہت زیادہ بیان کی جاتی ہے، مگر سور گوشت خور جانور نہیں، ہاتھی اور اونٹ پہ جب کام کی مستی چھا جاتی ہے تو وہ شیر اور بھیڑیے کی نسبت سو گنا زیادہ خوفناک اور بے اختیار ہو جاتے ہیں۔ پہلے زمانے میں لوگ اس مستی کے دنوں کاغذ کی ہتھنیاں بنا کر ایک بہتے ہوئے کوئیں کے قریب رکھ دیتے تھے، کام سے اندھا ہو کر مست ہاتھی اس ہتھنی سے لپٹنے کیلئے آزاد اور کنوئیں میں گر پڑتا تھا، وہاں بھوک اور پیاس سے اس کی مستی اتر جاتی اور وہ عمر بھر کیلئے غلام بن جاتا۔ کام چیشٹا جتنی ہاتھی، اونٹ، گھوڑے، گدھے وغیرہ جانوروں پر غالب آتی ہے، اتنی گوشت خور جانوروں پر نہیں آتی، تو کیا بناسپتی اور اناج کھانا بھی چھوڑ دینا چاہئے، وہی گھاس گھوڑے کھاتے ہیں ان میں دودھ کم ہوتا ہے، وہی گھاس گئو کھاتی ہے اس میں دودھ گھوڑی سے بہت زیادہ اور مکھن والا ہوتا ہے، وہی خوراک بھینس کھاتی ہے اس میں دودھ بہت زیادہ اور مکھن کی مقدار سب سے زیادہ ہوتی ہے، وہی خوراک گائے، بکری، نیل گائے، ہرن کھاتے ہیں۔ اور وہی سور اور دنبہ، لیکن سور اور دنبہ میں چربی باقی جانوروں کی نسبت بہت ہی زیادہ پیدا ہوتی ہے، گوشت نہ کھانے یا کبھی کبھار کھانے والوں کا خیال ہے کہ گوشت، مچھلی، انڈا وغیرہ اغذیہ چونکہ بہت گرم ہیں۔ اس لئے ان سے کام چیشٹا کی اتپتی ہوتی ہے، خون میں جوش اور فساد پیدا ہوتا ہے، صحت اور سوبھاؤ دونوں پر اس کا برا اثر پڑتا ہے، یہ تجربہ انہی لوگوں کا ہو سکتا ہے جنہوں نے عمر میں کبھی ایک آدھ دفعہ گوشت کھایا ہے، ورنہ دنیا کی تمام اقوام گوشت، مچھلی، انڈا وغیرہ اغذیہ کھاتی ہیں، اور بکثرت کھاتی ہیں، مغرب کی کئی اقوام کی غذا ہی گوشت مچھلی انڈا وغیرہ۔ اناج تو وہ اس طرح کھاتے ہیں جس طرح اس ملک میں روٹی کے ساتھ مربہ، سالن، آچار وغیرہ لیکن وہ قومیں وشئی یعنی خواہشات نفسانی کی ہرگز غلام نہیں اور نہ ان کو یہ غذا گرمی کرتی ہے، نہ ان کے خون میں جوش پیدا کرتی ہے، نہ ہی ان میں کام چیشٹا برہمنوں اور ساتوک بھوجن کھانے والے نام نہاد برہمچاری سادھوؤں سے زیادہ ہوتی ہے، کشمیر کی مچھلی اور گوشت بکثرت کھانے والی برہمن (پنڈت) عورتیں پاکدامنی میں ان پہاڑی عورتوں سے ہزار درجہ بلند ہیں جو گوشت کو چھونا بھی پاپ سمجھتی ہیں، بنگالی ماس مچھلی بہت زیادہ کھاتے ہیں۔ لیکن ان کی نسبت پنجابیوں میں جو عام طور پر دہی کی لسی اور گندم کی روٹی کھاتے ہیں، کام چیشٹا زیادہ ہوتی ہے، یورپ میں ننز (NUNS) یعنی راہبہ دیویاں جن کی خوراک گوشت ہے، تمام عمر برہمچریہ رکھتی ہیں، وہ شیشہ نہیں دیکھتیں اور بہت سادہ مگر اعلیٰ زندگی بسر کرتی ہیں۔

دوسرا سوال ہے پیسے کا لالچ یعنی لوبھ اور بال بچوں کے ساتھ بے حد محبت یعنی موہ کا ہے۔ اس میں دنیا کی کوئی قوم ہندوؤں، مارواڑیوں اور دیگر ویش جماعتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی، جو سب کے سب گوشت کھانا تو کجا دیکھنا اور چھونا بھی گوارا نہیں کرتے، علیٰ ہذا القیاس جھوٹ بولنا، چوری کرنا جعلسازی، دغا، دھوکہ۔ اس میں جاپان، امریکہ اور یورپ کے باشندوں سے گوشت نہ کھانے والے ہندوؤں کا تناسب اگر بہت زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں، اگر پراستری گمن، چوری، جھوٹ، نندیا، پرایا دھن دھوکہ اور طاقت سے چھین لینا، آدک کوکرم (برے اعمال) ویشنو لوگوں یعنی ماس نہ کھانے والوں میں نہ ہوتے یا ماس اہاریوں سے بہت کم ہوتے، تب تو خوراک کا اثر سوبھاؤ اور پرکرتی پر بھی ثابت تھا لیکن جب ایسا نہیں ہے اور کوکرم کے بارہ میں گوشت خوروں اور گوشت نہ کھانے والوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا جا سکتا، تو یہ تھیوری عمل کی کسوٹی پر سو فی صدی غلط اور بے بنیاد ثابت ہوتی ہے، کہ کسی خاص قسم کی خوراک کھانے سے انسان پوتر اور نیک یا اپوتر اور دشٹ بن جاتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گوشت کھانے سے منش میں غصہ اور ادھیرج (بے صبری) زیادہ پیدا ہوتا ہے، پرتکش کو پرمان کی کیا ضرورت ہے، ماس اہاری یوروپین لوگوں کا مزاج زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے، صبر ان میں زیادہ ہوتا ہے علم و فضل میں ان کا کمال اس امر کا بھاری ثبوت ہے کہ ان میں دھیرج ہم لوگوں سے سو گنا زیادہ ہے، ان سے اولوالعزم، اہنسک لوگوں میں نہیں مل سکتے، تکلیفوں کا جس قدر مقابلہ وہ کر سکتے ہیں۔ اس قدر ہندوستانیوں نے کبھی نہیں کیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ماس کھانے والوں کا دماغ موٹا ہو جاتا ہے اور ان میں عقل نہیں ہوتی۔ یہ بھی سو فی صدی جھوٹ ہے، گوشت نہ کھانے والے غلام ہیں گوشت کھانے والے یوروپینوں، امریکنوں، اور جاپانیوں کے سامنے اہنسک لوگ آج کل اتنے ہی عقلمند ہیں جتنے کہ ان کے سامنے نوعمر بچے، گوشت کھانے والے یقیناً گوشت نہ کھانے والے ویشنو ہندوؤں سے ہر پہلو میں زیادہ قابل، لائق، اور ودوان ہیں، ان کی صحت ہندوؤں (ہندوستانیوں) سے اچھی ہے۔ عمر وہ ہندوؤں کی نسبت زیادہ پاتے ہیں۔ آچرن ان کا بلند اور دماغی اعتبار سے وہ بہت سرشٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ یورپ و امریکہ اور جاپان کے لوگ اگر گوشت نہ کھاتے تو اسقدر ترقی نہ کر سکتے بلکہ میرا نتیجہ یہ ہے کہ گوشت خوری جسمانی، دماغی، ذہنی، اور روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہرگز نہیں۔

روحانیت اور گوشت خوری

(آخری) منش کے آچرن،

اس کے نت نیم اور اس کے سوبھاؤ پر مانس کا آہار کوئی اثر نہیں کر سکتا، اور کسی بھی روحانی مہان آتما نے اس کے کھانے سے احتراز نہیں کیا، شری رامچندر اور شری کرشن مہاراج نے شکار کھیلا، اور مانس کا سیون کیا، مہاتما بدھ گوشت کھاتے تھے، آپ کی موت بیمار سور کا زہریلا گوشت کھانے سے ہی واقعہ ہوئی، حضرت عیسیٰ گوشت کھاتے تھے اور گوشت کھانے کی آپ نے اجازت دی، حضرت محمدؐ صاحب گوشت کھاتے تھے، اور ان کے تمام پیرو گوشت کھاتے ہیں۔ ہندوستان میں گوشت خوری سے سنکوچ بدھ مت کے وقت سے جاری ہوا۔ اس سے پہلے اشومیدھ، گئومیدھ، اج میدھ آدی یگوں میں سب مانس بناتے اور اس کا استعمال کرتے تھے، مانس کا پنڈ دان بھی دیتے تھے، کھشتری تو اب بھی مانس کھاتے ہیں۔ بنگال اور کشمیر کے برہمن ۹۹ فی صدی مانس آہاری ہیں۔ بدھ سے پہلے آریہ سو فی صدی مانس آہاری تھے، آج بھی کئی دیوی استھانوں پر دیوی پوجک ہندو بکرا اور بھینسا چڑھاتے ہیں، ان جانوروں کو کاٹ کر ان کا رکت (لہو) اور مانس بھی دیوی کی مورتی پر چڑھاتے ہیں۔ سناتنی تو دیوی پر جانوروں کی قربانی دیتے ہیں۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی جی نے بھی وید شاستر کے انکول لکھا ہے کہ

اشوالمون نام اشومیدھ گوالمون نام گومیدھ یگ اور سنیاس گرہن اور مانس کا پنڈ دان اور ودھوا سے دیور کے نیوگ سے پتر اتپتی یہ پانچ سب کال میں کرنا چاہئے۔ ان کا تیاگ کبھی نہیں، ان سے بڑا سنسار کا اوپکار ہے اور کچھ پاپ نہیں، اس کے کہنے سے اجامید (بکری کو مار کے اس کے گوشت سے یگیہ کرنا) آدکوں کا تیاگ نہیں آیا [illegible]

سوامی جی نے اسی سمولاس میں پھر فرمایا ہے:۔

"مانس کا پنڈ دینے میں تو کچھ پاپ نہیں"

آیوروید میں مانس کو تمام کھانوں کا سردار یعنی جہاں پرشاد اور یونانی و عربی حکمت میں سید الطعام مانا گیا ہے سمرتی شاستر میں دو جانوروں کو کھانے کی ممانعت ہے "ابھکشو گرامیہ شوکرو، ابھکشو گرامیہ ککٹ" یعنی گاؤں کے سؤر و مرغ (ککڑ) کو نہیں کھانا چاہئے۔ کیونکہ وہ میلا کھاتے ہیں سمرتی شاستر کی رچنا کے دنوں اغلباً سبزی ترکاریاں یا تو بہت کم ہوتی تھیں یا ان میں کھاد نہیں ڈالا جاتا تھا۔ آج کل لاہور کے گردو نواح اور مضافات میں سبزی ترکاریاں بیچنے والے میلے کا کھاد دیتے ہیں۔ میلا جو لاہور شہر کی ٹٹیوں سے میونسپل کمیٹی کے چوہڑے اکٹھا کر کے گڈوں میں بھرتے ہیں ارائیں خرید لیتے ہیں۔ اور سبزی کے کھیتوں کو ایکبار اس میلے سے ڈھانپ دیتے ہیں۔ لکھوکھا انسانوں کا (جن میں خوفناک بیماریوں میں مبتلا اشخاص بھی شامل ہیں) پاخانہ ان سبزیوں پر ڈالا جاتا ہے۔ جو شہری آبادی کے لوگ بنا سنکوچ کھاتے ہیں اور ہر روز کھاتے ہیں۔ گاؤں کے .... مرغوں کے گوشت سے یہ سبزیاں سو گنا زیادہ اپوتر ہوتی ہیں۔ میں نے تو یہ ثابت کرنا ہے، کہ شاستروں میں مانس کھانے کی ممانعت نہیں، میں یہ ہرگز نہیں کہتا کہ کوئی فلاں قسم کا گوشت کھائے یا نہ کھائے میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ جس کا جی چاہے کھائے اور جس کا جی چاہے نہ کھائے، آیوروید حکمت اور جدید میڈیکل سائنس کسی بھی خیال کے حکیموں نے مانس کو عام حالتوں میں نندت نہیں لکھا، بلکہ سب نے اس کی خوبیوں کی تعریف کی ہے، اور صحت کیلئے اسے بہت مفید قرار دیا ہے۔ روحانیت کا بھی جسمانی صحت سے تعلق ہے۔ بیمار لوگوں کے لئے روحانی ترقی مشکل ہو جاتی ہے، جو چیز صحت کے لئے مفید ہو وہ روحانیت کیلئے نقصان دہ نہیں ہوتی، من کا خوراک کے رسوں سے کیا تعلق ہے، سبزی، ترکاری، چاول اور دودھ، مکھن، کھانے والے بھی چور اور ڈاکو ہو سکتے ہیں اور گوشت کھانے والے بھی اودیت آشرم المورہ کے سوامی وولیشورانند نے سپرچوئل پریکٹس و روحانی مشق نام کی ایک کتاب حال ہی میں لکھی۔ اس میں سوامی جی اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ہندوؤں میں بناسپتی و سبزی ترکاری کی خوراک کا بہت ہی رواج ہے، کئی صوبوں میں مچھلی اور مانس سے بہت لوگ سخت پرہیز کرتے ہیں، سبزیاں زیادہ بہتر ہیں جو بات بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"روحانیت کے لئے گوشت کی نسبت سبزی زیادہ مفید ہے، بدھوں کے زمانہ سے پہلے سبزی کی خوراک پر اسقدر زور نہیں دیا جاتا تھا، بلکہ امر واقعہ یہ ہے، کہ ایک اپنشد میں روحانی پر بلند بچہ پیدا کرنے کے لئے گائے کے گوشت کی خوراک استعمال کرنے کی واضح الفاظ میں ہدایت کی گئی ہے، یہ زیادہ تر جین اور بدھ مت کی تعلیمات کا اثر ہے کہ ہندوستان میں ویجیٹیرین ازم کا اس قدر زور ہو گیا ہے۔

ذرا آگے چل کر سوامی جی فرماتے ہیں:۔

لہٰذا صرف ویجیٹیبل (بناسپتی) کی غذا ہمارے لئے کافی نہیں ہے، ہماری غذا میں زیادتی سبزیوں کی ہی ہو لیکن اس کے ساتھ ہی مانس بھی کافی مقدار میں ہونا چاہئے، زیادہ اہم خیال یہ بھی ہے کہ خالص سبزی، بھاجی، میں کافی غذائیت تب ہی پیدا ہوتی ہے، جب کہ اس میں دودھ یا دودھ سے بنی ہوئی اشیاء مثلاً مکھن اور گھی وغیرہ کافی ڈالا جائے، لیکن دودھ مہنگا ہے اور خالص دودھ یا مکھن، گھی مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں لہٰذا اچھی مقوی ترکاری بنانے پر مانس سے زیادہ خرچ آتا ہے اور پھر بھی وہ مانس جتنی مقوی نہیں ہوتی، اندریں حالات متوسط ہندوستانی کی خوراک میں گوشت ضرور شامل کرنا چاہئے، غذا میں عدم تشدد کے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہر شخص مختلف صورتوں میں تشدد سے بھرا ہوا ہے، اور اسے غیر ضروری طور پر اس کا فکر نہیں کرنا چاہئے، پہلے اسے اپنی جسمانی طاقت بڑھانی چاہئے، طاقت حاصل کرنے کے بعد وہ آج سے بہتر انسان بن جائے گا۔ اور درست پر تب عدم تشدد کی مشق کر سکے گا۔ موجودہ صورت میں تو یہ عدم تشدد کا خیال ریاکاری ہے، اور کیا وہ پودوں کو کھاتے وقت ہنسا (تشدد) نہیں کرتا؟ ہر جسمی اُن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مظاہروں کے بعد یہ کہنا کہ ساگ پات کھانا بے ضرر ہے، بلکہ فضول دعویٰ ہے۔ علاوہ ازیں یہ ویدک آیڈیل نہیں ہے، یہ حد سے بڑھی عدم تشدد کی تعلیم بودھوں اور جینیوں نے ہندوازم پر ٹھونسی ہے، اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ مہاتما بدھ نے اپنے بھکشوؤں کو کبھی صرف ساگ پات پر گزارہ کرنے کی تاکید نہیں کی بلکہ مہاتما جی نے انہیں مانس کھانے کی آگیا دی۔"

غذا کسی کو روحانی نہیں بناتی

اسی کتاب میں سوامی وریشورانند جی فرماتے ہیں:-

"سری رام کرشن کا یہ بچن کبھی نہ بھلانا چاہئیے کہ اگر کوئی منش پرماتما کی بھگتی کرتا ہے اور گائے کا گوشت بھی کھاتا ہے، تو وہ اس شخص سے ہزار درجہ بہتر ہے جو بھگتی ہین (بھگتی سے محروم) ہے اور صرف چاول اور گھی کھاتا ہے، خوراک انسانوں کو روحانی نہیں بنا سکتی۔"

خواہ کوئی گوشت کھائے یا نہ کھائے۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، کہ گوشت کے متعلق یہ خیال یا تھیوری کہ وہ تموگنی خوراک ہے، کھانیوالوں کو تموگنی بنا دیتی ہے اور روحانی، ذہنی، دماغی، جسمانی ترقی کو روک دیتی ہے، سَو فی صدی غلط اور بے بنیاد ہے۔ (از اخبار شیر پنجاب ۲۳ر جون)

امریکہ کی بعض خصوصیات

امریکہ میں سب لوگ "مسٹر" ہیں، کوئی سر یا لارڈ نہیں ہے، نہ وہاں یہاں کے سے خطابات حروفی سوائے تعلیمی ڈگریوں کے موجود ہیں۔ امریکہ کی ریلوں میں بھی صرف ایک ہی درجہ ہوتا ہے، ہمارے دیش کی طرح وہاں سیکنڈ فرسٹ، انٹر اور تھرڈ وغیرہ درجے نہیں، امریکہ میں چھوٹے سے چھوٹے آدمی کو بھی اتنی تنخواہ ضرور مل جاتی ہے جس سے وہ اچھی طرح کھا پی اور پہن اوڑھ سکے، وہاں نئے مقرر ہونے والے چپراسی، کچہری کے ریڈر، اور پروفیسر کی تنخواہوں میں بہت تھوڑا فرق ہوتا ہے، بعد میں جا کر آہستہ آہستہ پروفیسر اور جج کی تنخواہ چپراسی سے بہت زیادہ ہو جاتی ہے، سبب یہ کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ چپراسی اور جج میٹ دونوں کے ہیں، چپراسی کو صحت افزا کھانے، کپڑے اور مکان کی ویسی ہی ضرورت ہے جیسی ایک جج کو، امریکہ میں بڑے بڑے کروڑپتی ہونے پر بھی اس مجلسی مساوات کے باعث روس کا بالشویزم پاؤں نہیں جما سکا۔

امریکہ میں زمین کے نیچے بھی ریل کی سڑکیں ہیں، ان پر بجلی کی طاقت سے ریل گاڑی چلتی ہے، ان گاڑیوں کی رفتار حیرت انگیز ہے، گھنٹے میں ۱۵۰ میل یا ۱۶۰ میل چلنا تو ایک معمولی بات ہے، ان ریلوں کا کرایہ بھی سستا ہے، پچاس میل کے اندر اندر آپ کہیں چلے جائیے، آپ سے ایک آنہ لیا جائے گا۔ نیویارک سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر کسی جگہ شام کے ۵ بجے آپ کو چائے پینے جانا ہے، آپ ۵ بجے سے ۳۰ منٹ پہلے زمین دوز ریلوے کے کسی سٹیشن پر چلے جائیے آپ کو ٹکٹ لینے کی بھی ضرورت نہیں، سٹیشن کے پھاٹک پر ایک چرخی سی لگی رہتی ہے، اس میں ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ رہتا ہے، اس سوراخ میں ایک آنہ ڈال دیجئے، چرخی آپکو اپنے آپ اندر جانے دیگی، آپ کے اندر داخل ہونے کے بعد وہ پھر بند ہو جائے گی، چاہے کتنے زور سے دھکیلو وہ کبھی ٹس سے مس نہ ہو گی، پھر جب دوسرا شخص اسی طرح اکنی ڈالے گا تو وہ اندر جا سکے گا، اس لئے ان زمین دوز اسٹیشنوں پر ٹکٹ نہیں بکتے، اسٹیشن سے باہر ریزگاری دینے والے بیٹھے رہتے ہیں، لوگ ان سے ڈالر وغیرہ بھنا کر سینٹ لے لیتے ہیں اور اسے اس چرخی کے سوراخ میں ڈال کر اندر چلے جاتے ہیں۔ ۵۰ میل کے اندر اندر سب جگہ کا کرایہ ایک ہی ہے، کبھی کسی کو دھوکے سے بغیر پیسہ ڈالے چرخی کے نیچے سے گذر کر جانے کی کوشش کرتے نہیں دیکھا گیا اور نہ ہی کبھی دو امریکنوں کو بازار میں لڑتے جھگڑتے یا آپس میں گالی گلوچ کرتے دیکھا گیا ہے۔

امریکن ریل گاڑیوں میں ڈبے کے دونوں طرف برآمدے ہوتے ہیں، گاڑی کے پچھلے حصہ میں کچھ ڈبے صرف سونے کے لئے ہوتے ہیں۔ ان میں سونے کی جگہیں دوہری ہوتی ہیں یعنی بچھونوں کی ایک قطار نیچے ہوتی ہے اور ایک اوپر، سونے والے مسافروں کو تھوڑے سے دام فالتو دینے پڑتے ہیں، اوپر کی قطار کا کرایہ نسبتاً کم ہوتا ہے ان سونے کے ڈبوں میں بڑے صاف ستھرے بستر ملتے ہیں، بستر ہر روز بدل دیا جاتا ہے، امریکہ میں سفر کرنے والے کو بستر اپنے ساتھ رکھنے کی ضرورت نہیں، ریل میں ہوٹل میں اور مالک مکان کے یہاں سب جگہ آپ کو نفیس بستر مل سکتا ہے، ان سونے کے ڈبوں میں پردے لگے رہتے ہیں جن میں عورتیں بھی آرام سے سو سکتی ہیں، پردے کا بٹن لگا دینے سے بچھونا ایک بالکل الگ کمرہ سا بن جاتا ہے، کمروں میں نہانے دھونے اور بال سنوارنے کا پورا پورا بندوبست اور سامان رہتا ہے۔

امریکہ میں زمین کے اوپر کے سٹیشنوں پر بھی جہاں ٹکٹ لینا پڑتا ہے لوگ دھکم دھکا نہیں کرتے، ٹکٹ لینے کے لئے سب لوگ ایک قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور باری باری سے ٹکٹ لیتے ہیں، کیا مجال کہ کوئی پیچھے سے آئے اور ٹکٹ لینے کیلئے دھکا مار کر پیچھے سے آگے نکل جائے۔

نیویارک جیسے بڑے شہروں میں جب شام کو دفتر اور کارخانے بند ہو جاتے ہیں۔ تو ہزاروں عورتوں اور مردوں کا ایک طوفان سا آ جاتا ہے، مگر کیا مجال کہ کوئی شور و غل ہونے پائے، اپنے اپنے برساتی کوٹ کندھے پر رکھے سب چپ چاپ چلے جاتے ہیں۔ ریل میں ٹھساٹھس بھر جانے پر بھی کوئی کسی کو دھکا نہیں دیتا، کسی زنانہ مسافر کے آ جانے پر اسے جگہ دینے کیلئے سبھی مرد ایک دم کھڑے ہو جاتے ہیں، امریکہ میں عورت کی اتنی عزت ہے کہ اس کی بے عزتی کرنے والے کو سخت سزا دی جاتی ہے۔

امریکہ میں جو لوگ بھنگی وغیرہ کا کام کرتے ہیں، وہ بھی بڑے صاف رہتے ہیں، جگہ جگہ پبلک غسلخانے بنے ہوئے ہیں، صفائی کا میلا کام کرنے کے بعد یہ ایک آنہ دے کر جھٹ غسلخانے میں آ جاتے ہیں، وہاں صابون کی بوتلیں بھری رہتی ہیں وہ بڑ ڈس انفکٹ (دافع بدبو) ہوتا ہے غسل کے بعد وہ عمدہ اور صاف کپڑے پہن لیتے ہیں اب یہ پہچاننا مشکل ہوتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارا پاخانہ صاف کرنے آیا تھا۔ یہ لوگ صاف ستھرے لباس میں کسی ہوٹل میں بھی جا کر کھانا کھا سکتے ہیں، ہر جلسہ میں شامل ہو سکتے ہیں، کوئی ان سے نفرت نہیں کرتا۔

(بقیہ بر صفحہ ۱۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصیت نمبر ۴۳۵۵

عارفہ بیگم بنت مرزا احسین بیگ زوجہ مرزا معظم بیگ قوم مغل برلاس پیشہ عمر ۳۳ سال پیدائشی احمدی ساکن حال قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مؤرخہ ۳/۵/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری وفات کے وقت جسقدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائیگی میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے، نقد مبلغ -/۶۰۰ روپیہ حق مہر مبلغ -/۵۰۰ روپیہ جو تا حال وصول کرنا ہے کل مبلغ -/۱۱۰۰ روپیہ۔ اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے وقت اور بھی کوئی جائداد ثابت ہو، تو اس کے ۱/۸ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ فقط

العبد عارفہ بیگم ۳ر مئی ۱۹۳۵ء۔ گواہ شد مرزا محمد صادق بقلم خود دار الرحمت قادیان۔ گواہ شد مرزا معظم بیگ احمدی کلارک دفتر پولٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر گلگت علاقہ کشمیر ۳/۵/۳۵

وصیت نمبر ۴۰۲۷

منکہ محمد سعید ولد مولوی عبد الخالق قوم قریشی پیشہ ملازمت سرکار عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گھوگھیاٹ ڈاکخانہ میانی تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مؤرخہ ۲۹/۸/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان واقعہ محلہ دار الفضل قادیان مالیتی تقریباً اڑھائی ہزار لیکن میرا گذارہ ہر اصل ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت -/۱۰۲ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تادم زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں کہ بوقت وفات جو میری متروکہ جائداد ثابت ہو، اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط مؤرخہ ۲۶ اگست ۱۹۳۳ء

العبد محمد سعید موصی بقلم خود ولد مولوی عبد الخالق سکنہ گھوگھیاٹ حال وارد راولپنڈی۔ گواہ شد ایم۔ اے ایاز انسپکٹر وصایا راولپنڈی۔ گواہ شد اعظم علی سب جج راولپنڈی

وصیت نمبر ۴۳۵۱

منکہ ولی داد ولد حامد قوم گوجر پیشہ زمینداری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ابتدائی دعوت بیعت ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مؤرخہ ۵/۴/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت اصل جائداد آراضی مملوکہ و مقبوضہ خود واقعہ رقبہ کھاریاں مقداری ۱۵ بیگھہ کے قریب ہے جس کی مالیت تخمیناً دو ہزار ہے۔ رائج الوقت نرخ کے مطابق ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی نسبت ۱/۱۰ حصہ کی یعنی دو صد روپیہ کی بابت وصیت کرتا ہوں۔ لیکن میری کچھ ماہوار آمد بھی ہے جو کہ غیر معین ہے۔ عرضی نویسی کے صیغہ سے ہے، میں وصیت کرتا ہوں کہ تا زلیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کرتا رہوں گا اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی نسبت جو اوپر درج کی گئی ہے داخل خزانہ بمد وصیت کردوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کیا جائے گا۔ اگر بوقت وفات کوئی اور جائداد ثابت ہو، تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد ولیداد عرضی نویس کھاریاں بقلم خود۔ گواہ شد بقلم خود احمد خاں ولد غلام محمد گوجر کھاریاں۔ گواہ شد لعل خاں جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ کھاریاں بقلم خود ۵/۴/۳۵

وصیت نمبر ۴۳۸۶

منکہ ثنا محمد ولد پیر بخش قوم آرائیں عمر ۳۵ سال ساکن گوہدپور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مؤرخہ ۸/۳/۳۵ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ مکان قیمت -/۱۵۰ اور زمین -/۲۵۰ روپیہ کا ہے جس میں سے اس جائداد کا دسواں حصہ دونگا اگر میری زندگی میں کوئی جائداد پیدا ہوگی تو اس کا بھی دسواں حصہ ادا کروں گا۔

العبد ثنا محمد ولد پیر بخش قوم آرائیں ساکن گوہدپور نشان انگوٹھہ۔ گواہ شد حسن محمد خاں بنگلہ ڈسٹرکٹ بورڈ سیالکوٹ۔ گواہ شد حکیم عطا محمد ساکن گوہدپور۔ گواہ شد اللہ دتا ہیڈ مالی کمپنی باغ چھاؤنی سیالکوٹ

وصیت نمبر ۴۳۶۳

منکہ محمد افضل ولد الطاف کریم عمر ۴۴ سال قوم عربی پیشہ ٹھیکیداری تاریخ بیعت ۱۹۱۰ء ساکن گوجرانوالہ حال وارد برما، رنگون، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مؤرخہ ۲۱/۴/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی جائداد نہیں ہے، میرے پاس آج تاریخ تک مبلغ -/۷۰۰ روپیہ نقد موجود ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں، اور میری ماہوار آمد اس کے علاوہ ہے جو کہ ستر روپیہ ماہوار ہے جو بعض دفعہ کم وبیش بھی ہو جاتی ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں جمع کراتا رہونگا، اور علاوہ اس کے میری وفات کے بعد اگر میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان حقدار ہوگی۔ العبد محمد افضل بقلم خود سکنہ گوجرانوالہ پنجاب حال وارد بی آئی کوئلہ گودام ڈلہ رنگون ملک برما۔ گواہ شد۔ بی۔ پی کے محی الدین احمدی ساکن کنانور مالابار حال وارد رنگون برما۔ گواہ شد احمد جان نسیم مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ حال وارد رنگون ملک برما بقلم خود۔ گواہ شد عبد الحمید احمدی آف گوجرانوالہ حال وارد رنگون برما۔

وصیت نمبر ۴۳۷۲

منکہ عبد الرحمن ولد روشن دین کہار پیشہ چوکیداری تاریخ بیعت ۳۰ر دسمبر ۱۹۳۲ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مؤرخہ ۹/۴/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں، میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہونگا جس کی تفصیل یہ ہے۔ تنخواہ ۴ ہے اس کے علاوہ دو تین روپیہ اور بھی لیتا ہوں اس کے علاوہ اگر کوئی اور آمد ہوگی تو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کروں گا۔ العبد عبد الرحمن قوم کہار محلہ دار الرحمت قادیان، گواہ شد مہر الدین دوکاندار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محلہ دار الرحمت قادیان۔ گواہ شد عبد الکریم محلہ دار الرحمت قادیان بقلم خود۔

وصیت نمبر ۴۰۵۳

منکہ محمد خاں ولد فضل خاں قوم راجپوت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۱۴ء ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۲۷/۴۳ احسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے، میرا گزارہ صرف تنخواہ پر ہے جو کہ مبلغ عـ۱۲/ ۵ روپیہ ماہوار ملتی ہے میں اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں، میرے مرنے کے بعد اگر کوئی متروکہ ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمد خاں مذکور۔ گواہ شد وزیر محمد محلہ دار الرحمت قادیان بقلم خود۔ گواہ شد محمود احمد ...ل قادیان بقلم خود۔

وصیت نمبر ۴۳۰۹

منکہ مہر الدین ولد امام الدین قوم آرائیں پیشہ زمیندارہ عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۳ء ساکن چک نمبر ۲۷ الف ڈاکخانہ کا چیلو تحصیل جمیس آباد ضلع تھرپارکر سندھ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۲/۲۵/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے، آراضی ۶۴ گھماؤں نہری واقعہ چک نمبر ۲۷ الف ضلع تھرپارکر علاقہ سندھ لیکن میرا گزارہ اس وقت صرف اس آراضی کی پیدائش پر ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں گا تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط العبد مہر الدین ولد امام الدین چک نمبر ۲۷ الف ڈاک خانہ کا چیلو ضلع تھرپارکر سندھ گواہ شد صوفی غلام محمد احمدی چک نمبر ۲۷ الف ڈاکخانہ کا چیلو ضلع تھرپارکر، گواہ شد مولا بخش احمدی چک نمبر ۲۷ الف

وصیت نمبر ۴۳۴۹

منکہ پیر محمد ولد غلام قوم جٹ باجوہ پیشہ زمیندارہ عمر ۷۵ سال تاریخ بیعت دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء ساکن داتا زید کا ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳/۱/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ تخمیناً آٹھ بگھہ آراضی واقعہ موضع داتا زید کا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میری ملکیت ہے، علاوہ ازیں مواضعات چینے کے تحصیل نارووال، گکھڑ والی و کچھراں تحصیل پسرور، جاتری کے تحصیل شاہدرہ میں کچھ آراضیات میرے پاس رہن ہیں، زر رہن تخمیناً ۱۲۰۰ ہزار یا کم و بیش ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ جس قدر میری جائداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، اگر میں زندگی میں حصہ وصیت کردہ کی قیمت میں سے کوئی رقم بد وصیت داخل خزانہ انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں تو اسقدر حصہ وصیت شدہ میں مجرا دی جائے گی، علاوہ زمیندارہ کے میری کوئی آمد نہیں ہے۔ فقط بقلم ظفر اللہ خاں بیرسٹر ایٹ لا حال وارد داتا زید کا ۳/۱/۳۵ ۔ العبد چوہدری پیر محمد موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد فیض احمد پسر پیر محمد نشان انگوٹھا گواہ شد محمد دیوان پسر پیر محمد نشان انگوٹھا۔ گواہ شد خوشی محمد ولد پیر محمد ساکن داتا زید کا۔ گواہ شد اللہ دتا دوکاندار بقلم خود۔ گواہ شد عبد اللہ خاں امیر جماعت احمدیہ داتا زید کا۔ بقلم خود۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۳)

امریکہ میں کیلیفورنیا نامی ایک اسٹیٹ ہے، اس کے دار الخلافہ سکرے میں اسی اسٹیٹ کے جوتوں کی مرمت کرنے کی دوکان ہے، گورنر بننے سے پہلے وہ خود موچی کا کام کیا کرتا تھا، اب بھی سرکاری کام سے فراغت ملنے پر وہ روز اپنی دکان میں آکر کام کی دیکھ بھال کرتا ہے، وہاں سینکڑوں موچی بیٹھے لوگوں کے پرانے جوتوں کی مرمت کرتے ہیں، اس کے موچی ہونے کے باعث کسی نے اس کے گورنر بنائے جانے پر مخالفت نہیں کی۔

امریکہ سب سے زیادہ دولتمند اور جمہوری ملک ہے اور راج نیتی میں بڑی بھاری اہمیت رکھتا ہے، ہر ملک کے امریکنوں کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں گزشتہ جنگ عظیم میں امریکہ کی امداد حاصل کرنے پر انگریزوں کو جرمنی پر فتح حاصل ہوئی تھی، امریکہ میں ہر ملک کے لوگ آباد ہیں اور وہاں کا غریب سے غریب آدمی بھی آسودہ حال ہے۔

وومن میڈیکل سکول آگرہ

(تاریخ داخلہ ۲۹ جولائی)

اعلان کیا جاتا ہے کہ جو طالبات میڈیکل سکول آگرہ میں داخل ہونا چاہتی ہیں وہ ہیڈ مسٹرس ہائی سکول، اور تحصیلدار یا مجسٹریٹ علاقہ سے سارٹیفکیٹ نیک چلنی اور شرافت خاندانی کے لیجاویں اور نیز Provisional Certificate ہیڈ ماسٹر صاحب کا، علاوہ کتب اور سفر خرچ ریل کے اٹھارہ ۱۸ روپیہ ماہوار میں گزارہ اچھی طرح ہو سکتا ہے، انٹرنس میں ریاضی لی ہوئی ہو تو اچھی ہے۔ وہاں عورتیں پروفیسر اور پرنسپل ہیں، پردہ کا پورا انتظام ہے، میری دو لڑکیاں محمودہ اختر اور سعیدہ اختر آگرہ وومن میڈیکل سکول میں تعلیم پاتی ہیں، ان سے بذریعہ خط مزید حالات معلوم ہو سکتے ہیں اگر ابھی تک درخواست نہ لکھی ہو تو پرنسپل صاحب وومن میڈیکل سکول آگرہ کے نام اپنے ہاتھ سے درخواست داخلہ لکھ کر فوراً ارسال کر دیجاوے، اگر وہاں سے جواب نہ بھی آسکے تو ۲۸ جولائی تک داخل ہونے کیلئے طالبات آگرہ پہنچ جاویں، اور سعیدہ اختر تھرڈ ایر کلاس کو جا ملیں، قادیان سے کرایہ ریل چھ روپے ہے، میری لڑکی محمودہ ۲۷ تاریخ کو قادیان سے روانہ ہوگی، دو تین اور لڑکیاں بھی جاوینگی، گزشتہ کنووکیشن کے جلسہ پر لیڈی صاحبہ گورنر یوپی بالقابہا نے فرمایا کہ میں حیران ہوں، پردہ نشین مستورات بعض امراض کا علاج مرد ڈاکٹروں سے نہیں کراتیں، اور جان دے دیتی ہیں یا لاعلاج امراض کا شکار ہو جاتی ہیں، مگر صرف ۳ مسلم لڑکیاں ہی سکول ہذا میں داخل ہیں اور باقی ہندو، سکھ، کرسچین داخل ہیں، اس محکمہ میں مسلم لڑکیوں کے داخلہ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۴ر کے صرف دو روپے آٹھ آنے

موتی کوڑیوں کے مول

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے بجائے ۴ر کے صرف دو روپے آٹھ آنے

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانک رح کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے موید تھے مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک رح کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے، پھر اخیر پر اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے، کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا، اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بےنظیر کتاب ہے قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲/عہ) محصول ڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

یہ مضمون نام سے ظاہر ہے اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں، سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا، سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل میں سینہ سپر ہوئے یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں، قیمت صرف ۵ر، محصول ڈاک علاوہ

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب "اخبار نور" کا وہ لیکچر ہے جو گزشتہ سے پیوستہ سال مرکزی گلڈ جلسہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے، سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے، قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سُنا، اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے، اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب و دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگر سکھوں کا مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی، سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس معرکۃ الآرا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں، (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور بادنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ، رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی یوگانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ، گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آجتک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ، محصول ڈاک علاوہ

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا، اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین ثابت ہوئی تھی، اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار، اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں، یہ ان سب پر فائق ہے، مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے کاغذ، لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد ۱۲ر، جو تقریباً اصل لاگت ہے، ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اسلئے اس کی قیمت اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ایک آنہ، گورو کی بانی گورمکھی میں ایک آنہ

یہ آٹھ کتب کا سٹ جسکی قیمت ۴ر ہوتی ہے سکھٹا خریدنے والوں سے صرف دو روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور (پنجاب)